Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اُردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

[illegible]

علی محمد اجمیری

بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۱ء

ماہ احسان ۱۳۲۰ھش

جلد ۴۰ عدد ۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سنہ ۱۹۰۲ء
میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیّت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرون ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط وکتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمّہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط وکتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

(اُردو)

یعنی

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد | ۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۰ھ مطابق یکم جون سنہ ۱۹۴۱ء | ۶

فہرست مضامین

اداریہ	صـ ۲	ایڈیٹر
گذشتہ عالمگیر جنگ اور زارِ روس کی حالتِ زار	صـ ۱۴	جناب مولنا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن۔
مسلمانوں کا سلوک عیسائیوں کے ساتھ	صـ ۲۷	مسٹر لطفی لیونیاں۔
معرکۂ روح و بدن	صـ ۴۱	ذاکر عجمی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادارتیہ:-

موجودہ جنگ اور اسلامی ممالک یورپ کے ڈکٹیٹروں اور جمہوری حکومتوں کی خونین جنگ، جو گذشتہ بیس ماہ سے جاری ہے، اور اپنی ہولناکی میں بے نظیر ہے، اب بہت حد تک ایک فیصلہ کن اور اہم مرحلہ پر پہونچ چکی ہے۔ یورپ کے چھوٹے بڑے بردہ ممالک میں تباہی مچا کر انہیں مغلوب کرنے کے بعد ہٹلر اب مشرق کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہا ہے، گو ابھی یہ کہنا مشکل ہے، کہ اس کا پروگرام کیا ہے، لیکن یہ بات بالکل واضح ہے، کہ اب جو اقدام بھی وہ کریگا، اس سے اسلامی ممالک براہ راست متاثر ہونگے۔ عام طور پر سیاسی مبصرین کی یہ رائے ہے، کہ وہ عراق اور ایران کے تیل کے چشموں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اپنے اصل دشمن برطانیہ سے لڑائی جاری رکھنے کے لئے (جو نہ معلوم ابھی کتنا عرصہ اور جاری رکھنی پڑے) اسے تیل اور پٹرول کی اشد ضرورت ہے۔ اور ان دونوں ملکوں میں وہ ٹرکی اور شام کو لتاڑ کر ہی پہونچ سکتا ہے۔ اس کے بعد فلسطین پر قبضہ کرنا کچھ مشکل نہ رہے گا۔ مصر پہلے ہی میدان کارزار بنا ہوا ہے۔ رہ گیا حجاز۔ سو اُسے بھی محفوظ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ برطانیہ کی ناکہ بندی کو ختم کرنے اور اسے اپنے مشرقی مقبوضات سے کاٹنے کیلئے ہٹلر ایک طرف جبرالٹر پر حملہ کرنا چاہتا ہے، اور دوسری طرف سویز پر۔ سویز پر حملہ کے معنے یہ ہیں، کہ حجاز بھی جنگی سرگرمیوں کی زد میں آجائے گا۔ چنانچہ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے، کہ جرمن ریڈیو نے سرکاری طور پر یہ اعلان و انتباہ کیا ہے، کہ بحیرہ قلزم (جس میں سویز شامل ہے) اور خط سرطان تک خلیج عقبہ (جس میں سعودی عرب کے علاقہ جاتی سمندر شامل ہیں) خطرناک رقبے ہیں، ان میں کوئی جہاز داخل نہ ہو۔ اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے، کہ حاجیوں کے جہاز جن پر خاص نشان ہوں گے، ان کے گذرنے کے انتظامات زیر غور ہیں۔ مگر ظاہر ہے، کہ جنگی رقبہ میں سے ہو کر حج کے لئے جانے کی جرأت بہت کم لوگ کرینگے۔ ادھر اگر عراق پر جرمنی کا قبضہ ہو گیا، تو بحر ہند بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ اور ہندوستان سے بھی حاجیوں کا جانا ناممکن ہو جائے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا، کہ حاجیوں کی آمد و رفت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس پر حجاز کی آمدنی کا انحصار ہے، بند ہو جائے گی۔

علاوہ ازیں گو ہٹلر حجاز پر ابتداء میں حملہ نہ کرے، کیونکہ حجاز پر حملہ تمام مسلمانانِ عالم کو مضطرب کر دے گا، اور وہ اور اس کا ساتھی مسولینی دونوں اپنے تئیں مسلمانوں کے دوست بلکہ "محافظ اسلام" ظاہر کرتے ہیں۔ مگر جب حجاز کے اردگرد کے تمام علاقے اس کے قبضہ میں چلے گئے، یا ان میں اس کا اثر و نفوذ قائم ہو گیا، تو حجاز کا اس کے دائرہ تسلط سے کلّی طور پر باہر رہنا قرینِ قیاس نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ممکن ہے، کہ پھر ہٹلر حجاز کو زیر نگین کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ اس کا یہ طریق ہے کہ وہ جب کسی ایسے علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے، جہاں چند چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہوں، تو وہ پہلے نسبتاً غیر اہم ممالک پر ہاتھ ڈالتا ہے، اور آخر میں جب سب سے اہم مُلک اکیلا رہ جاتا ہے، تو پھر اُسے بھی رعب سے ڈرا دھمکا کر یا اندرونی سازشوں سے کمزور کر کے، اور اگر ان میں سے کوئی صورت کامیاب نہ ہو، تو پھر صریح حملہ کر کے مغلوب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ریاست ہائے بلقان اور دیگر یورپی ریاستوں اور ملکوں کے معاملہ میں اس نے یہی طریق اختیار کیا۔ پس یہ کچھ بعید نہیں ہے، کہ پہلے وہ ان اسلامی ممالک پر قبضہ کرے، جو حجاز کے اردگرد اس کے محافظ کے طور پر واقع ہیں، اور پھر حجاز پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کرے۔ خدا وہ دن نہ لائے کہ اس مقدس زمین پر وہ اپنے ناپاک قدم رکھ سکے۔

یہ تو ہٹلر کے منصوبے ہیں۔ ادھر اسلامی ممالک کا طرزِ عمل نہایت ناقابلِ فہم ہے۔ ترکی ریاست ہائے بلقان کی مغلوبیت کے بعد اب اکیلا رہ گیا ہے۔ اس کے اردگرد کے تمام ممالک جرمن قبضہ میں چلے جا رہے ہیں۔ وہ غیر جانبدار رہنا چاہتا ہے۔ مگر جب ہٹلر کا حملہ سویز پر ہو گا، اور اُسے یورپ سے خشکی کے ذریعہ فوجیں بھیجنے کی ضرورت پڑے گی، تو وہ غیر جانبدار کیونکر رہ سکے گا؟ لازمًا اسے طوعًا یا کرہًا ہٹلر کے آگے جھکنا پڑے گا۔ یا تو اپنے ملک سے اس کو جرمن فوجوں کے گذرنے کی اجازت دینی پڑے گی، یا اگر وہ اجازت دینے سے انکار کرے گا، تو اس کو لڑنا پڑے گا۔ جب ہٹلر نے یونان، رومانیہ، بلغاریہ اور یوگوسلافیہ پر حملہ کیا تھا، اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کر کے مارا تھا، تو ترکی الگ کھڑا دیکھتا رہا۔ اب اس کی باری آئی ہے۔ ترکی بہادر قوم ہے۔ اس کے پاس کافی فوج بھی ہے۔ مگر اس زمانہ میں سامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنگ کے بغیر کوئی فوج کسی کام کی نہیں۔ آج ٹینکوں اور مسلح کاروں کی جنگ ہے۔ اور ترکی کے پاس یہ چیزیں کافی نہیں ہیں۔ اندریں حالات اس کے سامنے مشکلات کے پہاڑ ہیں۔ اور بظاہر ان مشکلات سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آجکل ہی میں اسے فیصلہ کرنا ہوگا، کہ وہ ہٹلر کو رضامندی سے اپنے ملک میں سے گذرنے دیگا یا لڑائی سے۔ جونہی ہٹلر کو ترکی میں سے گذرنے کا موقعہ مل گیا۔ سارے اسلامی ممالک پر وہ چھا جائے گا۔

اب عراق کی حالت دیکھیئے: ۱۹۳۷ء میں ترکی، ایران، افغانستان اور عراق نے مل کر ایک معاہدہ کیا تھا، یہ معاہدہ میثاق سعدآباد کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے رُو سے ان اسلامی ممالک میں سے کوئی دوسرے سے مشورہ کئے بغیر بطور خود کوئی جنگی اقدام نہیں کر سکتا تھا۔ مگر عراق نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی، اور چند دن ہوئے کہ اپنے تئیں جرمنی کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ عراق میں گذشتہ ماہ یکایک جرمنی کی حامی گورنمنٹ قائم ہو گئی۔ اور اس نے برطانیہ سے لڑائی شروع کر دی۔ اس پر چاہیئے تھا، کہ معاہدہ میں شریک دوسرے ممالک سرکاری طور پر عراق سے قطع تعلق کا اعلان کرتے۔ مگر ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ ترکی حکومت عراق اور برطانیہ کے درمیان سمجھوتہ کرانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ خبریں بھی آ رہی ہیں، کہ عراقی باغیوں کی درخواست پر جرمنی ہوائی جہاز شام کے راستہ عراق پہونچ رہے ہیں۔

عراق نے برطانیہ کے خلاف جنگ کر کے اس معاہدہ کی خلاف ورزی بھی کی ہے، جو عراق اور برطانیہ کے درمیان ۱۹۳۰ء میں ہوا تھا، اور جس کی رُو سے برطانیہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عراق میں اپنے امپیریل مفاد کی حفاظت کی خاطر جتنی فوج چاہے رکھ سکتا ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے، کہ عراقی باغیوں کے سرغنہ رشید الگیلانی نے اسی چیز کو بہانہ بنا کر برطانیہ سے جنگ شروع کر دی ہے۔

شام اور ایران کی حالت بھی کچھ تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں بھی نازی جاسوس بکثرت پہنچ چکے ہیں، جو ہٹلر کا پروپیگنڈا کر کے عوام کو انگریزوں کے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ شام تو خیر ابھی تک غلام ہے۔ مگر ایران جہاں آزاد حکومت ہے، وہاں کی گورنمنٹ نے بہت بڑی تعداد میں جرمن انجینئر اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں رکھے ہوئے ہیں۔ اور معلوم ہے کہ ہٹلر کسی ملک پر اپنا تسلط جمانے کیلئے ہمیشہ یہی کرتا ہے، کہ پہلے اپنے آدمی اس ملک میں بھیجدیتا ہے۔ جو وہاں کسی نہ کسی طرح انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ ایران کی حکومت نے ہٹلر کا یہ کام خود بخود سرانجام دیدیا ہے۔

فلسطین کے متعلق بھی وثوق سے نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ ذمہ واری کا ثبوت دیگا۔ یہودیوں کے فلسطین کے داخلہ کے سلسلہ میں وہاں کے مسلمانوں کو برطانوی گورنمنٹ سے شکایت ہے۔ ممکن ہے، وہاں کے لوگ اندرونی سازشیں برپا کر کے گورنمنٹ برطانیہ کی پریشانی کا موجب ہوں، اور اس طرح ہٹلر کو اس کے ناپاک عزائم میں مدد دیں۔ چنانچہ سید امین الحسینی مفتی فلسطین عراق کی باغی حکومت کا مؤید ہو گیا ہے

رہا افغانستان۔ سو وہ اپنے خاص ملکی حالات کی وجہ سے بین الاقوامی سیاسیات میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

اس پس منظر کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ (آج ۱۹ مئی تک جبکہ یہ نوٹ سپرد قلم کیا جا رہا ہے) اسلامی ممالک کی پوزیشن کیا ہے۔ اس نازک وقت میں تمام اسلامی حکومتوں کو چاہیئے تھا، کہ وہ بنیان مرصوص کی طرح متحد ہو جاتیں، تا کسی کو ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہوتی، اور دنیا کو ایک دفعہ پھر معلوم ہو جاتا، کہ مسلمان اس گئے گذرے زمانہ میں بھی یکجان اور متحد ہیں۔ اس سے جہاں اسلام کی شان بڑھتی، اور مسلمان ہر جگہ فخر سے سربلند ہوتے، وہاں ان کی حکومتیں بھی محفوظ ہو جاتیں۔ مگر افسوس ہے، کہ ایک مشترک خطرہ بھی ان کو اکٹھے نہیں کر سکا، بلکہ ہر ایک ملک اپنی علیحدہ پالیسی رکھتا ہے، اور جو طریق اپنے لئے مفید سمجھتا ہے، اُسے اختیار کر لیتا ہے، اسے اس سے کوئی غرض نہیں، کہ دوسری اسلامی سلطنتوں پر اس کی پالیسی کا کیا اثر پڑے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان ممالک میں اسلام سے زیادہ اپنی ملکی اور نام نہاد قومی مصلحتوں کی پرواہ کی جاتی ہے۔ ترکی تو صاف کہہ چکا ہے، کہ "اتحاد اسلام" کے خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے۔ دوسرے اکثر ممالک کا طرزِ عمل بھی کم و بیش یہی ہے۔ ترکی کی ملکی حالت پہلے کی نسبت ذرا اچھی دیکھکر دوسرے اسلامی ممالک کی حکومتوں نے بھی یہ خیال کر لیا، کہ شاید مذہب سے بیگانگی ہی میں ترقی کا راز ہے، اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ بھی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ اور اسلامی اخوت یا اسلامی قومیّت ان کے نزدیک ایک بے معنی لفظ ہے۔ پس جب اسلامی ممالک کے باہمی تعلقات کی یہ کیفیت ہے تو کسی دوسری حکومت سے کیا توقع ہو سکتی ہے، کہ وہ کسی اسلامی سلطنت کی مدد کو آئے گی۔ اور یہ بات محتاج بیان نہیں ہے، کہ اسلامی حکومتیں اکیلی اکیلی ہٹلر کا مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتیں۔ عجیب بات ہے، کہ سمجھدار حکومتیں تو معاہدات کے ذریعہ دوسری حکومتوں سے دوستی کے تعلقات استوار کر کے اپنی طاقت بڑھا رہی ہیں۔ لیکن اسلامی حکومتیں، جن کو اسلام کا رشتہ طبعی طور پر متحد کر رہا ہے، وہ ایک دوسری سے اس قدر بیگانہ ہو رہی ہیں کہ گویا ان کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہیں ہے، اور ان کو ایک دوسرے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس صورت حال پر جس قدر بھی افسوس اور ماتم کیا جائے وہ کم ہے۔

ہندوستان جہاں دس کروڑ مسلمان آباد ہیں، اس کی حالت بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ ہٹلر کا اقتدار عراق اور ایران پر قائم ہو گیا، تو ہندوستان پر حملہ کرنا اس کے لئے بالکل آسان ہو جائیگا۔ اور اس صورت میں یہ سمجھ لینا چاہیئے، کہ قریبًا تمام عالم اسلام نازی اقتدار کے ماتحت آجائے گا۔ اور یہ ایسی چیز ہے، جس کے تصوّر سے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نہ صرف یہ کہ ہٹلر تمام رہی سہی اسلامی حکومتوں کو ملیامیٹ کر دیگا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کی مذہبی سپرٹ کو بھی تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ نازی اصول اور اسلامی اصول یکجا اکٹھے نہیں ہو سکتے، اور یہ سارے عالمِ اسلام کے لئے ایک خطرناک ابتلاء کا وقت ہوگا۔

ان حالات میں ہر سچے مسلمان کا یہ فرض ہے، کہ وہ پوری کوشش سے ہٹلر کے سیلاب کا مقابلہ کرے، اور ان تمام لوگوں کو اسلام کے غدار اور دشمن سمجھے، جو ہٹلر کا پروپیگنڈا کرتے یا اس کی امداد کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی جماعتوں کی کسی مقصد کے حصول کے لئے سب سے بڑی کوشش دعا ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ان تمام خطرات کو دیکھتے ہوئے جو نازی سیلاب سے اسلام کو پیش آسکتے ہیں، اپنی جماعت کو بار بار تاکید فرما چکے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس ابتلاء اور مصیبت سے بچنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کیلئے خطرات اور بھی زیادہ ہیں۔ اس لئے جہاں ہمیں دنیاوی وسائل سے اس مصیبت کو دور کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے، وہاں اس سے بہت زیادہ دعا سے کام لینا چاہیئے، کہ خدا تعالیٰ اس ابتلاء سے اسلام و احمدیت کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

جاپانی رویہ مذہب کے متعلق لندن سے ایک سہ ماہی رسالہ "انٹرنیشنل ریویو آف مشنز" نکلتا ہے۔ اس میں ہر سال کے ابتداء میں گذشتہ سال کی مسیحی تبلیغی کارگذاریوں پر مجمل نظر ڈالی جاتی ہے، اور دنیا کے مختلف ممالک میں عیسائی مشنوں کی کوششوں کی سروے شائع کی جاتی ہے۔ اس رسالہ کا جنوری ۱۹۴۱ء کا شیوع ہمارے سامنے ہے جس میں ۱۹۴۰ء کی سروے درج ہے۔ اس سروے میں بعض ایسی چیزیں ہیں، جو ہمارے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہیں۔ لہٰذا ہم بالاختصار ان کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں

جاپان کے متعلق لکھا ہے:۔

"کلیساء اور حکومت کے تعلقات کی شکل بدستور سب نمایاں ہے۔ مذہبی جماعتوں کا قانون (جسکی رُو سے ہر مذہبی جماعت کو اپنا وجود سرکاری طور پر منوانا ضروری قرار دیا گیا ہے) برائے نام اپریل ۱۹۴۰ء سے جاری ہوا۔ لیکن موسم خزاں تک کسی کلیساء کو اس امر کی کوئی سرکاری تصدیق نہیں پہونچی، کہ اپنا وجود تسلیم کرانے کے لئے یہ قانون اس پر چسپاں ہوتا ہے، یا نہیں۔ ابتداء میں یہ خیال کیا گیا تھا، کہ نسبتاً چھوٹی جماعتیں بھی اپنا وجود تسلیم کرا سکینگی مگر اب یہ خیال کچھ زیادہ رجائیت پسندانہ معلوم ہوتا ہے۔ بدھ اور شنٹو فرقے جو نسبتاً بڑے ہیں، اس بات پر معترض ہیں، کہ چھوٹے چھوٹے مسیحی فرقوں کو بھی وہی حیثیت دی جائے، جو اُن کو حاصل ہے۔ اس اعتراض کو حکومت کے محکمہ امور مذہبی نے تسلیم کر کے یہ حکم دیا ہے، کہ چھوٹی چھوٹی مسیحی جماعتیں آپس میں متحد ہو جائیں، اور ساتھ ہی یہ شرط لگا دی ہے، کہ وہی جماعتیں سرکاری طور پر تسلیم کی جائینگی، جن کے کم از کم پانچہزار ممبر اور پچاس گرجے ہونگے۔ اس شرط سے سوائے چند بڑے بڑے کلیساؤں کے باقی سب چھوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوٹے کلیساء قابل تسلیم کلیساؤں کی فہرست سے نکل جائیں گے نئے قانون کو سمجھنا اور اس کے حدود کی تشخیص کرنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ کے زیر انتظام اس کی تشریح وتوضیح کے لئے بہت سی کانفرنسیں اور تبادلہ خیالات کی مجالس منعقد ہوئی ہیں، جن میں بدھ اور عیسائی بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ مقامی افسران اسے بعض جماعتوں پر تھوڑی سختی سے اور بعض پر زیادہ سختی سے نیز طرفداری سے چسپاں کر رہے ہیں۔ اس قانون کا منشاء یہ ہے، کہ تمام مذہبی جماعتیں نئے قومی ڈھانچے کے دربست میں ٹھیک بیٹھیں۔ ایک عیسائی نامہ نگار لکھتا ہے، کہ عیسائی گروہ اب اپنے تئیں گورنمنٹ کے سیاسی مقاصد کے حصول میں اس کا مددگار بن جائیگا۔ چنانچہ اگست میں اس بیان کی واضح تصدیق ہوگئی، جبکہ اسقفوں کی مجلس کے چار جاپانی ممبروں نے مل کر یہ فیصلہ کیا، کہ تین برطانوی اُسقف کلیساء سے مستعفی ہو جائیں، اور تمام غیر ملکی پادری ذمہ داری کے عہدوں سے سبکدوش۔ نیز یہ فیصلہ کیا گیا، کہ ہر قسم کی غیر ملکی مالی امداد حاصل کرنا بھی فوراً بند کر دیا جائے۔ ان فیصلوں کی لپیٹ میں تین امریکی اُسقفوں اور تمام غیر ملکی قسیسوں کے استعفے بھی آتے تھے۔ اور غیر ملکی مناّدوں کو ہٹایا جانا بھی ناگزیر معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی "مکتی فوج" کو افسران پولیس نے مجبور کیا، کہ اپنا نام "مکتی پارٹی" رکھے، تمام فوجی خطابات اڑا دیئے جائیں، غیر ملکی تعلقات کو خیرباد کہدیا جائے، اور غیر ملکی مالی امداد بھی قبول نہ کی جائے، نیز غیر ملکی افسران کو نکال دیا جائے۔ اور اس طرح اس "فوج" کی بین الاقوامی حیثیت پر ایک خطرناک اور مہلک ضرب لگائی "

اسی رسالہ کے اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء کے پرچہ میں ایک نامہ نگار اس قانون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے، "اس کے ماتحت کلیساء گورنمنٹ کے مقاصد کے حصول کا آلۂ کار بنکر اپنی طاقت کو کھو بیٹھے گا۔"

رسالہ "ریویو" کے گذشتہ پرچہ میں ہم ایک پادری کے مضمون کا ترجمہ شائع کر چکے ہیں، جس سے مذہب کے متعلق نازیوں کے رویّہ کی وضاحت ہوتی ہے۔ اور مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بخوبی واضح ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جاپان میں بھی مذہبی آزادی مفقود ہے۔ ایک ذمہ دار دوست نے جو کئی سال تک جاپان میں رہ آئے ہیں، بیان کیا، کہ جاپان کا اصل مقصد یہ ہے کہ تمام غیر ملکی مذاہب کو آہستہ آہستہ ملک بدر کر دیا جائے، اور جاپان کا قدیم ملکی مذہب شنٹو ہی جاپان کا مذہب ہو۔ اس سکیم کے ماتحت عیسائی، بدھ اور اسلام وغیرہ غیر ملکی مذاہب کے پھیلنے کے امکانات کو کم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ایک اور عجیب بات اس سلسلہ میں یہ معلوم ہوئی ہے، کہ جاپان میں بادشاہ کو قانوناً مافوق الانسان درجہ حاصل ہے۔ اس لئے وہاں توحید کی تعلیم قانوناً جرم ہے، کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں، کہ انسان سے اوپر جاپانی بادشاہ کے سوا کوئی اور ہستی بھی ہے۔ حالانکہ جاپانیوں کے نزدیک بادشاہ ہی دیوتاؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے سب انسانوں سے بالا ہے۔ اب اگر ملک میں توحید کی تعلیم پھیلائی جائے، تو یہ رائج الوقت قانون سے ٹکرائے گی۔ اس لئے یہ تعلیم پھیلانا قانوناً جرم ہے۔ جاپانی قانون میں بادشاہ کی اسی پوزیشن کی وجہ سے ہر جاپانی کے لئے خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو، یہ ضروری ہے، کہ وہ بادشاہ کے محل کو کورنش بجالائے۔ شنٹو مذہب کو گورنمنٹ کی طرف سے جو سرپرستی حاصل ہے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے، کہ ہر جاپانی کیلئے، خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھے، یہ ضروری ہے، کہ وہ شنٹو معبد میں جا کر سجدہ کرے۔ اسلام کے متعلق جاپانی رویہ یہ ہے، کہ ابھی تک اسلام کو قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس لئے پبلک تقریر و تحریر کے ذریعہ اسلامی تبلیغ کی اجازت نہیں ہے۔ جاپان میں صرف دو مسجدیں ہیں، ایک کوبے میں اور دوسری ٹوکیو میں۔ لیکن چونکہ اسلام نئے قانون کے ماتحت سرکاری طور پر مسلّمہ مذہب نہیں ہے، اس لئے یہ مساجد قانونی طور پر معبدوں کی فہرست میں شمار نہیں ہوتیں۔ بلکہ دوسری عمارتوں کی طرح معمولی عمارت کی حیثیت رکھتی ہیں، اور سرکاری ٹیکس سے بھی مستثنیٰ نہیں ہیں۔

سچ یہ ہے، کہ برطانوی گورنمنٹ کو اور لحاظ سے خواہ کتنا ہی مطعون کیا جائے، مگر اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا، کہ ضمیر اور مذہب کی جو آزادی اس نے دے رکھی ہے، وہ کسی اور جگہ نظر نہیں آتی۔ نہ صرف ان ممالک میں جہاں انگریزی عملداری ہے، بلکہ خود انگلستان میں بھی ہر شخص آزادی سے جو مذہب چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ اور اس ضمن میں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کی اس خوبی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس قدر اعتراف اور شکریہ ادا کیا جائے، تھوڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس حکومت کی بار بار تعریف کی ہے، اور اپنے متبعین کو اس کی وفاداری کی تلقین کی ہے۔

ترکی میں اصلاح کے آثار ترکی کے متعلق اس رسالہ میں لکھا ہے:۔

"ترکی میں کسی پان اسلام (اتحاد اسلامی) تحریک سے اشتراک کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے، گو کسی حد تک عصمت انونو کی حکومت میں لا مذہبیت کے نظریہ کے خلاف امکانی رجحان کا اظہار اس امر سے ہو سکتا ہے، کہ فوج میں پھر سے مسلمان واعظوں کو مقرر کر دیا گیا ہے۔"

یہ امر کسی قدر تسلی کا موجب ہے، کہ مصطفٰے کمال پاشا نے ترکی میں مذہب اسلام کے خلاف جو کارروائیاں کی تھیں، ان میں کسی حد تک کمی واقع ہو رہی ہے۔ اسی ضمن میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے، کہ چند ماہ ہوئے ترکی میں ایک روسی ترکستانی عالم کو ایک خالص مذہبی عربی درسگاہ کے قیام کی اجازت دی گئی ہے۔ مصطفٰے کمال کے دور میں یہ چیز ممنوع تھی۔ کوئی عجب نہیں کہ ترکی قوم کو آہستہ آہستہ اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، اور وہ ان تمام خلاف اسلام حرکات پر پشیمان ہو، جو اس نے گذشتہ بیس سال میں کی ہیں۔

عرب میں دجّالی چالیں بحرین کے ذکر میں لکھا ہے:۔

"بحرین میں ریفارمڈ چرچ گرلز سکول معزز اور با اثر گھرانوں کی لڑکیوں کے لئے جاذب توجہ بن رہا ہے۔ یہ لڑکیاں مسیحی تعلیمات کو گھروں کے اندر پہونچانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ بصرہ کے لڑکوں کے سکول میں بھی ۱۹۳۹ء میں بہت ہجوم رہا۔"

عرب میں عیسائیوں کی دجّالی چالوں کا اس سے قبل کئی مرتبہ "ریویو" کے صفحات میں ذکر آچکا ہے۔ عربی ممالک میں کئی مشن عربوں میں عیسائیت پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اور ان کا طریق تبلیغ زیادہ تر یہی ہے، کہ سکول کھول کر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اسلام سے بیگانہ کر کے عیسائیت میں داخل کر رہے ہیں۔ کاش، مسلمان عربی ممالک میں عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کریں۔ جماعت احمدیہ پر عربی ممالک میں بہت پابندیاں ہیں۔ اس لئے اگر ہندوستان کی وہ انجمنیں اس طرف توجہ کریں، جو تبلیغی کہلاتی ہیں، تو یہ ان کے لئے کام کا بہت اچھا میدان ہے۔ جماعت احمدیہ عیسائیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خلاف لٹریچر وغیرہ مہیا کرنے میں ان سے تعاون کرنے کو تیار ہے۔

مصر میں ایک نیا قانون مصر کے ذکر میں لکھا:۔

"مصر میں عیسائی تعلیم مذہبی تعلیم کے سلسلہ میں گورنمنٹ کے مطالبات کی وجہ سے بدستور پریشان کن صورت حال سے دوچار ہو رہی ہے۔ ۴۱-۱۹۴۰ء کے تعلیمی سال سے پرائمری سکولوں میں قرآن کی تعلیم امتحان میں ترقی کے لئے لازمی مضمون قرار دیدیا گیا ہے۔ جو عیسائی سکول گورنمنٹ سے گرانٹ پاتے ہیں، ان پر زور دیا جا رہا ہے، کہ وہ مسلمان طلبہ کے لئے اسلامی تعلیم کا بندوبست کریں ۔۔۔۔ اُس مسودہ قانون نے جس نے تبلیغ عیسائیت کے کام میں کانٹ چھانٹ کی ہے، اور جو گذشتہ سال اپریل میں پیش ہوا تھا، مسیحی حلقوں میں بہت بےچینی پیدا کر دی ہے۔ اس کے رُو سے مذہبی تبلیغ صرف انہیں عمارتوں میں ہوسکتی ہے، جو اسی غرض کیلئے بنائی گئی ہوں، اور جن کے لئے لائسنس حاصل کر لیا گیا ہو۔ یہ قانون سکول کے طالب علموں کو اپنے مذہب کے سوا دیگر مذاہب کے مطالعہ اور ان کی مذہبی عبادتوں میں حصہ لینے سے روکتا ہے۔ نیز اس کی رُو سے مذہبی ٹریکٹ تقسیم کرنا بھی منع ہے۔ یہ دونوں دفعات میڈیکل اور خیراتی اداروں پر بھی چسپاں ہوتی ہیں۔ قانون کی دوسری دفعات میں ان لوگوں کے لئے بھاری جرمانے یا قید کی سزا تجویز کی گئی ہے، جو کسی نابالغ کو دوسرے مذہب کی تعلیم دے، یا کسی شخص (بالغ یا نابالغ) کے مذہب کو رشوت یا جسمانی زخم پہنچانے کی دھمکی یا منشیات کے استعمال یا ملازمت سے علیحدگی کے دباؤ سے تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔"

مسودہ کے آخری حصہ کی افادیت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ مگر اس کا ابتدائی حصہ جس میں مذہبی تبلیغ کو صرف چند عمارتوں میں محدود کیا گیا ہے، اور سکولوں کے طالب علموں کو دیگر مذاہب کے مطالعہ سے روکا گیا ہے، یقیناً اس مذہبی آزادی کی روح کے خلاف ہے، جو اسلام نے دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے، کہ اس مسودہ کے تیار کرنے والے عیسائیوں کی تبلیغی مساعی سے مرعوب ہیں، اور ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی کوششوں کو رد کرنے کے لئے یہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ مگر یہ کس قدر قابل افسوس حقیقت ہے، کہ ایک اسلامی ملک میں مسلمان نوجوانوں کو عیسائیت سے محفوظ رکھنے کے لئے قانون بنانے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اس سے صریح طور پر مرعوب ذہنیت کا اظہار ہو رہا ہے۔ مسلمان نوجوانوں کو عیسائیت سے بچانے کے لئے مصر کے ارباب اقتدار کو چاہیئے، کہ ایسا قانون بنانے کے بجائے مسلمان نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات سے پورے طور پر واقف کرنے کے انتظامات کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کو دیگر مذاہب کے ساتھ اسلام کا مقابلہ کرنیکی تعلیم بھی دیں۔ پھر دیکھیں کہ عیسائی خود بخود میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عیسائی تو اسلام کا شکار ہیں۔ مگر مسلمانوں میں اپنے دین سے ناواقفیت کا یہ اثر ہے، کہ عیسائی ہر جگہ ان کو اپنا شکار سمجھکر ان پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اور وہ ان کے حملہ سے بچنے کیلئے اُس جانور کی طرح جس کے پیچھے شکاری کتے لگے ہوئے ہوں، اور وہ تھک کر جھاڑیوں میں سر چھپانے کی کوشش کرے، مذبوحی حرکات کر رہے ہیں۔

مصری حکومت کا یہ اقدام قابل مبارکباد ہے، کہ ابتدائی پرائمری تعلیم میں قرآن مجید کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے، اگر اسے ذرا اور وسیع کر دیا جائے، اور ثانوی مدارس اور کالجوں میں بھی اسلامی تعلیم کا انتظام کر دیا جائے، تو یہ نوجوانوں کو غیر اسلامی اثرات سے محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

بائیبل کی اشاعت عام ریویو کے ذیل میں لکھا ہے:۔

"برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی نے رپورٹ کی ہے، کہ اس نے نو نئی زبانوں میں کتاب مقدس کا ترجمہ کیا ہے۔ اب ان تمام زبانوں کی تعداد جن میں کتاب مقدس کا ترجمہ ہو چکا ہے ۷۴۱، تک پہونچ گئی ہے۔ بائیبل، عہد نامہ جدید اور ان کے متفرق حصوں کی سالانہ اشاعت کی کُل تعداد ایک کروڑ سترہ لاکھ ترسیٹھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے۔ اور یہ گذشتہ سال کی تعداد سے بقدر سات لاکھ چوبیس ہزار زائد ہے"

عیسائیوں کی یہ کوشش قابل داد ہے۔ مسلمانوں کو یہ اعداد و شمار پڑھکر شرمندہ ہونا چاہیئے، کہ وہ ایک ایسی کتاب کے حامل ہوتے ہوئے جو فی الحقیقت عالمگیر ہدایت نامہ ہے، اور جس کی اشاعت ان پر فرض کی گئی تھی، اس کی تبلیغ سے غافل ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے معاونین اس ماہ جن احباب اور بزرگوں نے رسالہ "ریویو" کی کسی نہ کسی رنگ میں امداد فرمائی، ان میں سے حسب ذیل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں:-

۱- عالیجناب نواب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۲) جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن (۳) اخی المکرم مولوی عبدالمجید صاحب بی۔ اے دفتر سپلائی لاہور (۴) برادرم محترم بابو محمد قاسم دین صاحب سیالکوٹی۔

اوّل الذکر نے گذشتہ سال بھی رسالہ کی گراں قدر امداد فرمائی تھی، اور اس سال ایک ماہ کے کاغذ کے اخراجات کا بار اٹھایا۔ اس کے علاوہ آپ اپنے قیمتی مضامین بھیجکر رسالہ کی قلمی اعانت بھی فرماتے رہتے ہیں۔ ثانی الذکر نے پانچ رسالے اپنے خرچ پر عرصہ سے جاری کرائے ہوئے ہیں۔ اب آپ نے بیس رسالوں کی قیمت ادا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ثالث الذکر نے گذشتہ ماہ رسالہ کو دس خریدار عنایت فرمائے تھے۔ اب آپ نے مزید دس خریدار دیئے ہیں۔ اور مؤخر الذکر نے اس ماہ دو خریدار عطا فرمائے، اور بعض بقایا داروں سے بقائے وصول کروائے۔ اس سے قبل آپ پندرہ خریدار رسالہ کو دے چکے ہیں۔ ان کے علاوہ محترم جناب کپٹن ملک عبدالحق صاحب راولپنڈی نے رسالہ کو ایک نیا خریدار عطا فرمایا۔ اور دُو روپے بطور اعانت ارسال فرمائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنے خاص افضال کا وارث بنائے، اور ان تمام برکات و فیوض سے متمتع فرمائے، جن کی دُعا سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے اس رسالہ کے معاونین کے حق میں فرمائی ہے۔ مکرم مولوی عبدالمجید صاحب اور محترم بابو محمد قاسم دین صاحب کی محکمانہ ترقی کا سوال درپیش ہے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں۔

کاغذ کی روز افزوں گرانی نے تمام اخبارات اور رسائل کو زندگی اور موت کی شدید کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ہمارا یہ مجاہد رسالہ جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس یادگار ہے، اسی صورت میں باعزت طور پر قائم رہ سکتا ہے، کہ مخلصین جماعت اس کی امداد و اعانت کی خاص کوشش فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گذشتہ عالمگیر جنگ

اور

زارِ روس کی حالتِ زار

(از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن)

نشان نمائی اور حضرت مسیح موعودؑ تمام اہل مذاہب تازہ نشانات دکھانے سے عاجز تھے، علماء اسلام بھی کرامات و معجزات کو سلف صالحین اور گذشتہ انبیاء تک محدود خیال کرتے تھے، چنانچہ مکفرین مسیح موعود علیہ السلام کے سردار مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں مختلف مذاہب کے نمائندگان کے روبرو مایوس کن الفاظ میں اس خیال کا یوں تذکرہ کیا:-

"یہ وہ وقت ہے، کہ لوگ معجزہ سے ہنستے ہیں، معجزہ مانگتے ہیں، لیکن انبیاء فوت ہو چکے۔ امتِ محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے۔ بے شک وارثِ انبیاء، ولی تھے، وہ کرامات رکھتے، اور برکات رکھتے تھے، لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیر زمین ہو گئے۔ آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے۔ اور ہم کو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے، ہم نہیں دکھا سکتے"[۱]

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی جلسہ میں یہ اعلان فرمایا، کہ:-

"ایک اسلام ہی ہے، جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا، اور اس کے اندر بولتا ہے، اور اس کے دل میں اپنا تخت بناتا ہے، اور اس کے اندر سے اُسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کو وہ تمام نعمتیں عطا فرماتا ہے، جو پہلوں کو دی گئیں"۔

---

[۱] رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب لاہور صفحہ ۱۴۶۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیز آپ نے فرمایا:۔

"وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا جس کی مَیں نے ابھی تفصیل بیان کی ہے۔ وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ تا مَیں اندھوں کو بینائی بخشوں، اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں"[1]

اور فرمایا:۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است ÷ بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع بخشی، جس کی نظیر آپ کے آقا و متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی اور نبی میں تلاش کرنا بے سُود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ سے ان الفاظ میں وعدہ فرمایا:۔"جَاءَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ الْاٰيَاتِ بَاهِرَاتٍ - جَاءَ وَقْتُكَ وَنُبْقِي لَكَ الْاٰيَاتِ بَيِّنَاتٍ"[2] یعنی آپ کی صداقت کے چمکتے ہوئے اور کھلے نشانات ہمیشہ قائم رہینگے چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔ ان الہامات میں الفاظ باہرات اور بیّنات صفت کے طور پر نہیں، بلکہ حال کے طور پر آئے ہیں۔ اور دوام کا فائدہ دیتے ہیں۔

غرضیکہ اس الہام میں یہ وعدہ دیا گیا ہے، کہ آپ کی صداقت کے نشانات آپ کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوجائینگے، بلکہ ہر زمانہ میں نئے سے نئے نشانات ظاہر ہوتے رہیں گے، اور یہ عجیب بات ہے، کہ آپ کی وفات کے بعد جب آپ کا سلسلہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا، تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی صداقت کے لئے ایسے ایسے نشانات دکھلائے، جن کا تعلق دنیا کے مختلف ممالک سے تھا۔ آج مَیں انہی نشانوں میں سے ایک نشان کا ذکر کرتا ہوں۔

گذشتہ جنگ عالمی کے متعلق پیشگوئی ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو آپ نے بالہام الٰہی گذشتہ جنگ

[1] اسلامی اصول کی فلاسفی۔ [2] تذکرہ ص۵۳۱۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عالمی کے متعلق منظوم کلام میں پیشگوئی شائع فرمائی۔[1] اس میں آپ نے تحریر فرمایا، کہ وہ مصیبت دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے والی ہوگی، اور اس قدر نفوس ہلاک ہونگے، کہ خون کی نالیاں چلیں گی، اور مسافروں پر بھی وہ وقت سخت مصیبت کا ہوگا، اور اس جنگ میں شامل ہونے والوں میں سے ایک بادشاہ کے مآل کا خاص طور پر ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔ ؎

مضمحل ہوجائینگے اس خوف سے سب جن وانس ؛ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

یعنی اگرچہ اس جنگ کا اثر چھوٹے بڑوں پر پڑے گا، لیکن زار روس کیلئے خاص طور پر وہ گھڑی سخت ہوگی، اور اس میں وہ ایسا باحالِ زار ہوگا، کہ تمام دنیا پر اس کی زاری عیاں ہوجائے گی۔ پھر آپ فرماتے ہیں ؎

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس ؛ اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار

وحیٔ حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا ؛ کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی و بُردبار

جس وثوق اور یقین سے آپ نے اس پیشگوئی کے تحقق و توقع کے متعلق خبر دی، وہ خود آپ کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ پھر واقعات نے اس پیشگوئی کی صداقت کو ایسے کھلے اور واضح طور پر ثابت کر دیا، کہ ان واقعات پر اطلاع پانے کے بعد کسی سلیم القلب کو نہ اس پیشگوئی کے منجانب اللہ ہونے میں شک ہوسکتا ہے، اور نہ اس امر کے متعلق شبہ ہوسکتا ہے، کہ یہ پیشگوئی فی الواقعہ گذشتہ جنگِ عالمی سے متعلق تھی۔ اس مضمون میں مَیں صرف ان دردناک واقعات کا بالاختصار ذکر کرونگا، جو زارِ روس کو گذشتہ جنگِ عظیم کے دوران میں پیش آئے۔

اوائل جنگ میں زار کی حالت ۱۹۱۵ء کے اواخر میں، روسی افواج کی کمانڈ زار نے خود اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کی میدانِ جنگ میں موجودگی فوجوں کے لئے مسرت ونشاط کا موجب ہوئی۔ جہاں کہیں اس کی گاڑی ٹھہرتی، وہاں لوگ فوج درفوج اپنے بادشاہ کو ایک نظر دیکھنے کے لئے جمع ہوجاتے۔

[1] براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے سپاہیوں اور عام لوگوں کے دلوں میں اپنے فرمانروا کی اطاعت و وفاداری کے جذبات و احساسات میں ایک نئی زندگی کی رُوح پیدا ہوگئی۔ جب جرمنوں کو یہ معلوم ہوا، کہ صرف زارہی ایک ایسی ہستی ہے، جس سے تمام پارٹیوں میں اتحاد قائم ہے،، اور جب تک وہ برسرِ اقتدار ہے، نہ روس میں شورش پیدا کی جا سکتی ہے، اور نہ روس جنگ سے علیحدہ ہو سکتا ہے، تو انہوں نے شاہنشاہ کے اقتدار کو کم کرنے اور روسی پبلک اور اتحادیوں کی نظروں میں اُسے گرانے کے لئے اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کیا، کہ زار جنگ کو ترک کر کے علیحدہ طور پر غنیم کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کا خیال رکھتا ہے۔ زار نے زیمیری مقام پر، جہاں وہ افواج کا معائنہ کر رہا تھا، ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء کو واضح الفاظ میں اس غلط پروپیگنڈا کی تردید کی، اور کہا، کہ مَیں اس وقت تک کسی سے صلح کا خیال نہیں کر سکتا جب تک کہ ہم دشمن کے آخری سپاہی کو اپنے فرنٹیر سے باہر نہ نکال لیں۔ نیز اتحادیوں کی رضامندی اور منظوری کے بغیر کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ حکومت نے اس کی خوب اشاعت کی۔ فوجوں کا جائزہ لینے کے بعد زار اپنے محل میں ۲۱ فروری کو پارلیمنٹ کے افتتاح سے ایک روز پہلے پہونچا۔ اس سے پانچ روز پیشتر ارض روم کے قلعہ پر روسی افواج نے قبضہ کیا تھا، جس سے تمام روس میں خوشی منائی گئی۔ دوسرے روز زار اپنے بھائی ڈیوک اعظم میخائیل کو ساتھ لیکر Taurean محل میں گیا، جہاں پارلیمنٹ کا افتتاح ہونا تھا۔ وہاں قوم کے نمائندوں سے ملاقات ہوئی، اور یہ تقریب حکومت کے استحکام کا موجب ہوئی۔ یہ وہ دن تھا، جس میں بادشاہ، وزراء اور قوم کے دیگر نمائندوں کا ایک ہی خیال تھا، کہ جس طرح بھی ہو دشمن پر فتح حاصل کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد روسی افواج کو اور مقامات پر بھی فتوحات حاصل ہوئیں، اور آسٹرین فرنٹ نے روسی افواج کے مقابلہ سے عاجز آکر لمبرگ تک راستہ دیدیا، اور ایک کثیر تعداد قیدیوں کی ہاتھ آئی۔ یہ فتح بھی روسیوں کے لئے بڑی خوشی کا موجب ہوئی۔ اور زار کے لئے یہ خوشی کی آخری خبر تھی۔ گرمیوں کا موسم زار نے جنرل ہیڈ کوارٹرز میں گذارا۔ جہاں زارینہ بھی مع بچوں کے آکر کئی دن ٹھہرتی رہی۔

دارالخلافہ میں بغاوت افتتاح پارلیمنٹ کی تقریب پر لوگوں کو بڑی امیدیں دلائی گئی تھیں، مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورنمنٹ نے ان کے ایفاء کے لئے کوئی کوشش نہ کی، اس لئے پبلک کی طرف سے مطالبات کے ایفاء کا سختی کے ساتھ مطالبہ کیا جانے لگا۔ زار نے جھوٹی رپورٹوں کی بناء پر پارلیمنٹ کی مخالفت کو بھی انقلابی ایجی ٹیشن کے زیر اثر خیال کر لیا۔ اور زارینہ پر جرمن پروپیگنڈا کے نتیجہ میں یہ الزام مشہور کیا گیا، کہ اس کے جذبات جرمنی کے حق میں ملک کے لئے ایک خطرہ ہو گئے ہیں، اور مختلف غلط کہانیاں مشہور کی گئیں۔ چونکہ وہ ملکہ وکٹوریہ کی پوتی اور جرمن شہزادی تھی، اس لئے جرمنوں نے ففتھ کالم کے ذریعہ غداری کی جھوٹی کہانیاں مشہور کرائیں۔ ادھر ملک کی یہ حالت ہو رہی تھی، کہ غذا کی کمی اور سردی کی شدت اور کوئلوں کی قلت انتہاء کو پہونچ چکی تھی۔ نیز ایک شخص راسپوتین کو جو زارینہ کا معتمد علیہ تھا، ملک کے مصائب کا اصل باعث قرار دیا جانے لگا۔ راسپوتین کے متعلق زارینہ کو اس کے رشتہ داروں اور دوستوں نے سمجھایا، اور اس کی بہن ماسکو سے صرف اسی غرض کیلئے آئی لیکن زارینہ نے کسی کی ایک نہ سُنی۔ آخر راسپوتین کو ۳۱ر دسمبر کو اس کے مکان پر کسی نے قتل کر دیا۔ زار سے بعض وزراء کی تبدیلیوں میں بھی غلطیاں ہوئیں۔ زار اپنے محل میں واپس آگیا۔ اس اثناء میں پارلیمنٹ اور زار کے مابین تنازع شدت کی صورت اختیار کرتا گیا۔ اور ملک میں شورش بڑھتی گئی۔ حتیٰ کہ گورنمنٹ کے ملازم اور اس کے افسر بھی اس میں حصہ لینے لگے۔ زار جنوری فروری ۱۹۱۷ء میں اپنے محل میں رہا۔ اگرچہ حالت دن بدن خراب ہو رہی تھی، لیکن پھر بھی زار کو امید تھی، کہ جنگ جاری رکھی جائیگی۔ اور فوج پر اُسے غیر متزلزل اعتماد تھا۔ اسے یقین تھا، کہ اتحادیوں کے حملہ کے ساتھ موسم بہار میں اس کی فوجیں بھی جرمنی پر حملہ کرینگی، اور اس کا خاتمہ کر دینگی۔ اور چند ہفتوں کے بعد اس کو فتح حاصل ہوگی، اور اس طرح روس بچ جائے گا۔

۹ر مارچ ۱۹۱۷ء کو زار ہیڈ کوارٹرز میں پہونچا۔ لیکن دارالخلافہ میں ۸ر مارچ کو شورش بڑھ گئی۔ عمال نے سٹرائک کر دی۔ باغیوں نے ہر پولیس مین کو جو اُن کے ہاتھ آیا مار ڈالا۔ اگرچہ فوج نے مقابلہ کیا۔ لیکن ۱۲ر مارچ کو تقریباً سارا شہر (پیٹروگریڈ) انقلابیوں کے قبضہ میں تھا۔

زار کی تخت سے دستبرداری جنرل ہیڈ کوارٹرز میں زار کو علم نہ تھا، کہ دارالخلافہ میں کیا ہو رہا ہے،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۰ ؍مارچ کو ایک جرنیل اور چند افسروں نے آکر حقیقت بتائی، اور مشورہ دیا، کہ فوراً ان کے مطالبات پورے کر دینے چاہئیں۔ پریذیڈنٹ نے بھی زار کو تار دیا، کہ حالت خطرناک ہے، دارالخلافہ میں بغاوت ہوگئی ہے، گورنمنٹ بے دست و پا ہے، کچھ نہیں کر سکتی، ایک ذمہ دار حکومت کا جلد مرتب کرنا از حد ضروری ہے۔ مگر زار نے اس تار کا کوئی جواب نہ دیا۔ اگر اس وقت وہ ذمہ دار حکومت کا مطالبہ پورا کر دیتا، تو بغاوت فرو ہو جاتی۔ ۱۲ ؍مارچ کو اسمبلی کے پریذیڈنٹ نے ایک اور تار بھیجا، کہ حالت پہلے سے بدتر ہوگئی ہے، اس لئے آج ہی فیصلہ کر دینا چاہیئے۔ ورنہ کل معاملہ ہاتھ سے نکل جائیگا، یہ آخری وقت ہے، جو کرنا ہے، ابھی کر لینا چاہیئے۔ اور اسی روز زار کے بھائی نے بھی ٹیلیفون پر کہا، کہ ایسی حکومت کا قائم کرنا جس پر ملک کو اعتماد ہو، از حد ضروری ہے۔ اس کے جواب میں زار نے جنرل الیکسیو سے بھائی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کہا، اور یہ کہ جو کرنا ہے وہ اس کا خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ وزراء کی کونسل کے پریذیڈنٹ نے بھی اسی مضمون کا تار دیا۔ اس کے جواب میں زار نے فوجی دستے بغاوت مٹانے کے لئے پیٹروگریڈ کو روانہ کئے۔ اس کے بعد معاً زار نے زارینہ سے ٹیلیفون پر ایک گھنٹہ کے قریب گفتگو کی، اور پھر تار دیا کہ موجودہ حکومت میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

۱۲ ؍مارچ کو زار نے واپسی کا فیصلہ کیا، اور خیال کیا، کہ غیر معمولی اقدام کی ضرورت ہے۔ ۱۲ ؍مارچ کو شاہی گاڑی Mohileff سے روانہ ہوئی۔ لیکن ۲۴ گھنٹہ کے سفر کے بعد Malaia Vichua سٹیشن پر معلوم ہوا، کہ Tosno سٹیشن، پٹروگریڈ سے تیس میل جانب جنوب باغیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اب واپسی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ زار نے جنرل رسکی شمالی فرنٹ کے کمانڈر کے پاس Pskoff جانے کا فیصلہ کیا۔ ۱۴ ؍کی شام کو وہاں پہونچا۔ آخری اطلاعات کا اُسے علم ہوا۔ وہاں سے اس نے پارلیمنٹ کے پریذیڈنٹ سے ٹیلیفون پر پبلک کے مطالبات کی منظوری دینے کے متعلق گفتگو کی۔ لیکن اس نے جواب دیا، کہ اب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ یہ وقت تخت سے دستبرداری کا ہے۔ اس وقت تک فوج میں زار کا رعب قائم تھا۔ اسی طرح فلاحین اور زمیندار طبقہ پر بھی۔ اس جواب کے بعد صرف دو صورتیں تھیں۔ تخت سے دستبرداری یا فوجوں کے ساتھ دارالخلافہ پر حملہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن آخری بات کو جو خانہ جنگی کا باعث ہونی تھی، اس نے شماتتِ اعداء کی وجہ سے پسند نہ کیا۔ اور ۱۵ مارچ کی صبح کو جنرل رسکی سے پریذیڈنٹ کو تار دلوائی، کہ وہ اپنے لڑکے کے حق میں تخت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہے، چنانچہ اسی روز وقتی حکومت اور پارلیمنٹ کے نمائندے پہونچے، چونکہ ولیعہد بیمار رہتا تھا، اس لئے اس خیال سے کہ شاید بوجہ مرض وہ ملک کی خدمت نہ کر سکے، اس نے اپنے بھائی ڈیوک میخائیل کے حق میں رات کے ساڑھے گیارہ بجے کے قریب تخت سے دستبرداری لکھدی۔ زار نے اس وقت کہا، کہ مجھے دھوکہ دیا گیا۔ چونکہ پارلیمنٹ کی عام رائے ڈیوک میخائیل کے بھی خلاف تھی، اس لئے اس نے بھی دستبرداری کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۱۸ء میں اس کا پتہ نہیں چلا۔ عام طور پر یہی خیال کیا گیا، کہ اسے بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ دست برداری کے وقت زار نے اپنے نام کے ساتھ پندرہ سولہ خطابات لکھے۔ زار وہاں سے جنرل ہیڈکوارٹرز میں آگیا۔ جہاں ۲۱ مارچ کو وقتی حکومت کے نمائندوں نے اسے زیرِ حراست کر لیا۔ اور اسے شاہی محل میں لے گئے۔ اس کی خواہش تھی، کہ اسے کریمیا رکھا جائے۔ مگر حکومت نے اس سے اتفاق نہ کیا۔

مصائب کا آغاز

زار کے شاہی محل میں پہونچنے سے پیشتر جب زارینہ کو جنرل کورنیلو ملٹری کمانڈر پٹروگریڈ نے زیرِ حراست کئے جانے کا حکم سنایا، تو وہاں قبر کی سی خاموشی تھی۔ زارینہ شاہی ملاقات کے کمرہ میں شان و شوکت کے ساتھ بیٹھی تھی۔ جنرل کو اندر بلوایا۔ لیکن اس کی حیرت کی حد نہ رہی، جب جنرل نے کہا، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، کہ آپ کھڑے ہو کر اس حکم کو توجہ سے سنیں، جو آپ کے متعلق ہے۔ حکم! گذشتہ تین سو سال میں آج تک زارینہ کے سامنے کسی شخص نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا تھا حکم یہ تھا، کہ آج سے تمہیں زیرِ حراست کیا جاتا ہے۔ محل کے افسر انچارج کی اجازت کے بغیر نہ تم خط بھیج سکتی ہو، نہ وصول کر سکتی ہو، اور نہ پارک میں اکیلی سیر کر سکتی ہو، اور اب سے جو احکام آئیں ان کی فوری تعمیل کرنا ہوگی۔ اس وقت حالت یہ تھی، کہ کاش زمین پھٹتی، اور اسے نگل جاتی۔ اگرچہ شورش کی وجہ سے زارینہ نے پہلے ہی گذشتہ تین چار روز نہایت بے چینی اور اضطراب میں گذارے تھے، لیکن اس خبر نے تو بے چینی کو انتہا تک پہونچا دیا۔ تمام بچے بیمار تھے، انہیں بتانے میں ہچکچائی۔ لیکن آخر اس نے اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لڑکیوں کو بتایا۔

چار بجے حسب اعلان شاہی محل کے ساکنین زیر حراست ہو گئے۔ ۲۱ مارچ کو زار محل میں پہونچ گیا۔ اس کے بعد یہ بھی ایک تجویز تھی، کہ وہاں سے فنلینڈ جو چند گھنٹے کا سفر تھا، اس کی کسی بندرگاہ پر شاہی خاندان پہونچکر انگلینڈ یا کسی اور ملک میں چلا جاتا۔ لیکن وقتی حکومت نے اس بارہ میں کوئی مدد نہ دی۔ اور وقت گذرتا گیا۔ اور شاہی خاندان اگست ۱۹۱۷ء تک شاہی محل میں رہا۔ اس اثناء میں حکومت کے احکام کی انہیں تعمیل کرنی پڑتی، اور کئی دفعہ ان سے ذلت آمیز سلوک کیا جاتا۔ چنانچہ زار کے سلام کا جواب نہ دیا جاتا، اور ایک روز جب سیر سے واپس آرہے تھے تو سنتری نے زار سے کہدیا، آپ یہاں سے محل میں داخل نہیں ہو سکتے۔ افسر جو زار کے ہمراہ تھا، اس نے مداخلت کر کے گذرنے دیا۔ جب سیر کے لئے جانا ہوتا، تو کمانڈنگ آفیسر کا دیر تک انتظار کرنا پڑتا۔ اور وہ آکر دروازہ کھولتا۔ اور اخباروں اور خطوط وغیرہ پر زار کے نام کے ساتھ صرف کرنل لکھا جاتا، اور زارینہ کا صرف نام، اور اگر کوئی زارینہ یا کوئی اور لقب لکھتا، تو سنسر والے اُسے کاٹ دیتے تھے۔ آخر عارضی حکومت نے فیصلہ کیا، کہ شاہی خاندان کو دارالخلافہ سے کسی اور مقام پر منتقل کیا جائے۔ احکام صادر ہو گئے۔ ۱۳ اگست کی رات کو بارہ بجے کہا گیا، کہ ایک بجے ٹرین جائے گی۔ طیاری ہوگئی، لیکن ٹرین پانچ بجے آئی۔ وہ عالی شان محل جس میں انہوں نے اپنی عمر گذاری، بچے پیدا ہوئے، جوان ہوئے، اس وقت افسردگی کی حالت میں اس سے مفارقت کا خیال کر کے دل بیٹھے رہے تھے۔ پھر نامعلوم منزلِ مقصود کا خیال غم و الم میں باعث افزونی ہو رہا تھا۔ ۲۶ اگست کو وہ ٹوپالسک کے ان کوارٹرز میں پہونچ گئے جو اُن کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ کہا گیا ہے، کہ وقتی حکومت نے یہ اقدام اس لئے کیا تھا، کہ وہ بالشویک کے خلاف سخت قدم اٹھانا چاہتی تھی۔ اور چونکہ بالشویکوں کی طرف سے یہ خطرہ تھا، کہ وہ سب سے پہلے شاہی خاندان کی تباہی چاہیں گے اس لئے انہیں وہاں سے محفوظ مقام پر پہونچا دیا گیا ؛

زار با حالِ زار ۱۵ نومبر کو بالشویک پھر برسرِ اقتدار آگئے۔ انہوں نے شاہی خاندان کی قیدمگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر یکولف کو مقرر کیا، جو بہت تند مزاج اور سخت انسان تھا۔ ۲۵ر اپریل ۱۹۱۸ء کو اس نے آکر خبر دی، کہ ماسکو سے حکم آیا ہے، کہ آج رات ہی زار کو اس جگہ سے کسی اور مقام پر لے جایا جائے۔ اور افراد خاندان میں سے جو چاہے اس کے ساتھ جا سکتا ہے۔ چونکہ زار وِش بیمار تھا، اس لئے زار نے جانے سے انکار کیا۔ لیکن اس نے کہا، مجھے آرڈر ہے، کہ میں اس حکم کی تعمیل کروں۔ اگر آپ نہ جانا چاہیں تو زبردستی لے جایا جائے گا۔ اور حکم یہ تھا، کہ اگر وہ تعمیل نہ کریں، تو قتل کر دیا جائے۔ وہ گھڑی زارینہ کے لئے بھی نہایت تکلیف دہ اور رنجیدہ تھی۔ وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکی۔ آخر شاہزادی ٹاٹیانا نے کہا کہ جلد فیصلہ کرنا چاہیئے۔ آخر باپ نے جانا ہے۔ زارینہ نے ساتھ جانیکا ارادہ کیا۔ اور شاہزادی میری کے بھی ساتھ لیجانے کا فیصلہ ہوا۔ یہ وہ دن تھا کہ دونوں شاہزادیوں کی آنکھیں روتے روتے سوج گئی تھیں۔ ہر ایک غمناک نظر آرہا تھا۔ چائے پر اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے، اور ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ کسی بڑی قربانی کے لئے تیاری کی جا رہی ہے۔ ساڑھے گیارہ بج گئے۔ زار نے ہر مرد سے اور زارینہ نے ہر عورت سے معانقہ کیا۔ پھر ساڑھے تین بجے زمینداروں کی چند سواریاں لائے۔ جن میں کچھ تنکے ڈالدیئے گئے، اور ایک دو چٹائیاں، جن پر زار اور زارینہ اور ان کی لڑکی بیٹھ گئے۔ سڑک نہایت خراب تھی۔ کئی دفعہ پہیئے ٹوٹے۔ ایکٹرنبرگ (Ekaterinburg) میں انہیں روک لیا گیا۔ اس کے بعد ۲۰ر مئی کو زار وِش اور اس کی بہن اور ڈاکٹر اور گلیسارڈ زار وِش کا ٹیوٹر اور نوکر توبالسک سے روانہ ہوئے، لیکن ٹیوٹر کو ان سے ملنے نہ دیا گیا۔ اور سخت پہرہ کے اندر بند گاڑیوں میں انہیں زار اور زارینہ کے پاس لایا گیا۔ اس کے بعد ۲۰ر جولائی کو سفید روسیوں نے جو بالشویک کے مخالف تھے۔ Tioumar شہر پر قبضہ کر لیا۔ چند روز کے بعد ایک اخبار نے شائع کیا، کہ ایکٹرنبرگ میں ۱۶ر ۱۷ر جولائی کی درمیانی رات کو زار پر موت کا حکم نافذ کر دیا گیا ہے۔ اور زارینہ اور بچے کسی محفوظ مقام پر پہونچا دیئے گئے ہیں۔ ۲۵ر جولائی کو ایکٹرنبرگ بھی سفید روسیوں کے قبضہ میں آگیا۔ انہوں نے اس مکان کے گرد جس میں شاہی خاندان کو رکھا گیا تھا، سخت پہرہ بٹھا دیا۔ اور ایک تحقیقاتی کمیٹی بھی مقرر کر دی، جس نے مہینوں تحقیقات کی۔ اس کی تحقیقات مکمل ہونے پر پتہ لگا، کہ جس مکان میں شاہی خاندان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو رکھا گیا تھا، اس کے ارد گرد روکیں کھڑی کی گئی تھیں، یہاں تک کہ کھڑکیوں کے شیشوں کو بھی رنگ دیا گیا تھا۔ تا وہ باہر نہ دیکھ سکیں۔ ایک دن ایک شاہزادی نے تنگ آکر کھڑکی کھولکر باہر دیکھنا چاہا، تو سنتری نے فائر کردیا، اور گولی کھڑکی کے فریم میں آکر لگی۔ ہر کمرہ کے دروازہ اور ہر کونے پر گارڈ متعین کئے گئے تھے۔ پہلی منزل میں بالشویک گارڈ رہتے تھے۔ اور دوسری منزل میں شاہی خاندان کے ممبر۔ جو بالشویک گارڈ متعین تھے وہ نوجوان مگر پرلے درجہ کے رذیل، بدخلق، اور بدمعاش تھے۔ لبوں پر سگرٹ لٹکائے رکھتے۔ اور تقریبًا نصف عریان ہوتے تھے۔ جب شاہزادیاں قضائے حاجت کے لئے جاتیں، تو وہ ان کے پیچھے ہو جاتے، اور ان سے پوچھتے، کہ کہاں جارہی ہو، اور کیوں؟ اور آوازے کستے۔ جب بیت الخلاء کے اندر ہوتیں تو گارڈ اُسکے دروازہ پر کھڑا رہتا۔ اور کھانے کے وقت ان کے ساتھ میز پر بیٹھ جاتے۔ اور ان کے آگے سے برتن اپنے سامنے کھینچ لیتے۔ غرضیکہ جسمانی تکلیف کے علاوہ جو ذہنی تکلیف تھی وہ تقریبًا مالا یطاق تھی۔ بعض دفعہ گارڈ زارینہ کے کمرہ کی کھڑکی کے متوازی ہوکر اس کی نسبت گندے شعر گاتا۔ زاروِچ بیمار تھا۔ کمروں سے باہر نکل کر بیٹھنے یا سیر کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آخر کوشش کے بعد پانچ منٹ کے لئے باہر بیٹھنے کی اجازت ملی۔ زار زاروِچ کو ساتھ لیکر باہر نکلتا۔ اور پانچ منٹ گذرنے پر پھر واپس کمرہ میں لے آتا۔ جولائی کے شروع میں پہلے گارڈ تبدیل کرکے بالشویک کے معتمد اراکین میں سے گارڈ متعین کئے گئے۔ جن کے سپرد قتل کا کام کیا گیا تھا۔ تقریبًا ۱۴ جولائی کو ماسکو میں شاہی خاندان کے قتل کا فیصلہ ہوچکا تھا، اس لئے کئی دن پہلے سے جنگل میں ایک جگہ تجویز کرلی گئی تھی، جس میں ان کی لاشوں کے جلانے کا مکمل انتظام کیا گیا تھا، تا کسی کو یہ نہ معلوم ہوسکے کہ وہ کیا ہوئے۔ جب یہ انتظام مکمل ہوچکا، تو ۱۶ر جولائی کی شام کو سات بجے یوروسکی نے جو اس کام کے لئے متعین تھا، اپنے معتمد علیہ شخص سے ۱۲ ریوالور منگوائے۔ آدھی رات کے گذرنے کے تھوڑی دیر بعد یوروسکی شاہی خاندان کے کمروں کے پاس آیا، اور انہیں جگاکر کہا، کہ اس کے پیچھے آنے کے لئے تیار ہوجائیں، اور بہانہ یہ بنایا، کہ شہر میں بدامنی ہے، اس لئے انہیں یہاں سے کسی محفوظ مقام پر لے جایا جائے گا۔ اور اتنی دیر وہ تہہ خانہ میں ٹھہریں۔ وہ سب تیار ہوگئے۔ اور وہ دس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشخاص تھے۔ نیکولار دمینو سابق زار روس اپنے بازو میں ۱۴ سالہ ولیعہد زار وشس کو لئے ہوئے الیگزنڈرا فیوڈرورونا ملکہ وکٹوریہ کی محبوب پوتی عمر ۴۶ سال۔ شہزادی اولگا عمر ۲۳ سال۔ شاہزادی ٹاٹیانا عمر ۲۱ سال۔ شاہزادی میری عمر ۱۹ سال۔ شاہزادی اناستاسیا عمر ۱۷ سال۔ ڈاکٹر بوٹکن عمر ۵۵ سال اور دو نوکر۔ جب یہ تہہ خانہ میں اس کے پیچھے پیچھے پہونچ گئے، تو ان سے کہا گیا، کہ گاڑیوں وغیرہ کا انتظام کیا جارہا ہے۔ جب دیر ہوگئی، تو ان کے کرسیاں مانگنے پر تین کرسیاں دی گئیں۔ زاروش پاؤں میں درد کی وجہ سے وسط کمرہ میں بیٹھ گیا۔ زار اس کے بائیں جانب بیٹھ گیا، ڈاکٹر اس کے دائیں جانب ذرا پیچھے ہٹکر کھڑا ہو گیا۔ زارینہ دیوار کے قریب ہو کر بیٹھ گئی۔ دوسرے بھی بیٹھ گئے۔ اتنے میں جلدی سے دروازہ کھلا، اور یوروسکی اندر آیا، اس کے ساتھ نو اشخاص اور تھے۔ یوروسکی نے آگے بڑھکر زار سے کہا۔ تمہارے آدمیوں نے تمہیں بچانے کے لئے بہت کوشش کی، لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکے، اور ہم تمہیں قتل کرنے پر مجبور ہیں۔ زار نے حیرانگی سے پوچھا، کہ تمہارا کیا مطلب ہے؟ اس نے جلدی سے ریوالور سے فائر کرکے کہا، کہ میرا یہ مطلب ہے، اسی وقت دوسروں نے بھی فائر کر دیئے، باقی تو اسی وقت مر گئے، لیکن زاروشس نہ مرا، اور دھیمی آواز سے کراہنے لگا۔ یوروسکی نے اس پر ایک اور فائر کرکے اُسے قتل کردیا۔ پھر ان قاتلوں نے ان کے جسموں اور کپڑوں سے جواہرات وغیرہ علیحدہ کئے پھر چادروں میں لاشوں کو لپیٹ کر ایک موٹر گاڑی میں رکھکر باہر جنگل میں لے گئے۔ جب لاشوں کو زمین پر رکھا، اور ایک حصہ ان کا ننگا ہوا، تو انہیں اس وقت بہت سے جواہرات کا پتہ لگا۔ جو شاہزادیاں اپنے کپڑوں میں پوشیدہ اپنے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ انہوں نے جلدی جلدی انہیں اپنے قبضہ میں کیا۔ لیکن جلدی میں بعض دانے گر بھی گئے، اور پاؤں کے نیچے مٹی میں مل گئے۔ تب لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور بڑی آگ میں ڈال دیا گیا۔ ان پر بنزین ڈالا گیا، اور جو حصے جلنے سے رہ گئے، انہیں سیلفرک ایسڈ سے جلایا گیا۔ یوروسکی کی ہدایت کے مطابق تین دن تک قاتل اس کام میں لگے رہے۔ اور ۱۷۵ کیلوگرام سیلفرک ایسڈ اور تین سو سٹر بنزین استعمال کئے گئے۔ پھر راکھ دوسرے مقامات پر لیجا کر بکھیری گئی، تاکہ یہ تمام کارروائی مخفی رہے، اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوروسکی یہودی تھا، اور باقی جرمن آسٹرین تھے۔ اس لئے روسی پبلک سے اس واقعہ کو مخفی رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ان میں سے ایک نے یہ بھی کہا، کہ دُنیا کو بالکل پتہ نہیں لگے گا، کہ ان کا کیا حشر ہوُا۔ لیکن انکوائری کمیٹی کے ذریعہ تمام تفاصیل کا علم ہوگیا۔ ایک ایک انچ زمین کی تفتیش کی گئی۔ مٹی کی چھان بین کی گئی، یہاں تک کہ اردگرد کے گھاس نے بھی حقیقت بیان کردی۔ کئی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اور اشیاء پاؤں کے نیچے روندے ہوئے مل گئے۔ منجملہ ان کے زارینہ کے کان کی بالیاں مل گئیں، جن میں سے ایک ٹوٹی ہوئی تھی۔ اور زارویش کے بٹن ملے۔ اور شاہزادیوں کے گلے کے ہاروں کے ٹکڑے ملے۔ پھر ہڈیوں کے ذرات اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا امتحان کیا گیا، جن پر تیز کاٹنے والے آلات کے نشانات پائے گئے۔[1] الغرض یہ انجام تھا، اس شخص کا جو روس کا شہنشاہ، پولینڈ کا زار، اور فنلینڈ کا گرینڈ ڈیوک وغیرہ سولہ سترہ القاب کا حامل تھا؛ جس کی خبر ۱۹۰۵ء میں عالم الغیب خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ان الفاظ میں دی تھی۔ کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار

اس سے بڑھکر زار کی حالتِ زار اور کیا ہوسکتی تھی، کہ نہ صرف زاریت کا خاتمہ ہوگیا، بلکہ اس کے دارالخلافہ پیٹروگریڈ کے نام کو بھی لینن گریڈ کے نام سے تبدیل کیا گیا۔ اور نہ صرف اُسے ہی مصائب و آلام کا تختہ مشق بنایا گیا، ملکہ اس کی بیوی اور بچے اور لڑکیوں سے بھی اس کی آنکھوں کے سامنے ہتک آمیز اور ناقابلِ برداشت سلوک کیا گیا۔ اور آخر تمام کو قتل کرکے ان کی لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے جلادیا گیا۔ پھر ان کی راکھ کو خاک میں ملادیا گیا۔ اگرچہ قاتلوں نے انکے آخری انجام کو دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی، لیکن وہ عالم الغیب خدا جس نے کئی سال پہلے اس کے اس انجام کی

---

[1] یہ تمام واقعہ مَیں نے دو کتابوں سے اخذ کیا ہے۔ ایک Thirteen years at the Russian court جو Pierre Gilliard کی تالیف ہے، جو ۱۹۰۵ء سے لیکر آخر تک زار کے بچوں کا ٹیوٹر رہا۔ دوسرے Edmund A. Walsh کی کتاب Fall of the Russian Empire سے۔ اور جو مَیں نے لکھا ہے، وہ من وعن ان دونوں کتابوں میں موجود ہے۔ (شمس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبر اپنے بندہ کے ذریعہ دُنیا میں مشہور کرادی تھی، اس نے اپنے قول کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کرنے کیلئے ایسے سامان پیدا کر دیے، کہ قاتلوں کی تمام خفیہ کارروائی منصۂ ظہور میں آگئی، جو متعدد کتب میں شائع ہو کر تا آخر دُنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک بین دلیل بن کر رہ گئی۔

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نشان کے متعلق جس میں زار روس نے باحالِ زار ہونا تھا، لکھا ہے، کہ وہ کچھ دنوں کے بعد ظاہر ہوگا۔ اور اس کے نیچے آپ نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء تاریخ لکھی ہے۔ اور دن کا لفظ پیشگوئیوں میں سال کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ بائبل میں بھی اور قرآن مجید میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ (سبا ع۳) یعنی ہجرت سے ایک دن کے بعد مکہ والوں پر عذاب آئے گا۔ چنانچہ پورے ایک سال کے بعد غزوہ بدر میں انہیں شکست ہوئی، اور ان کے سردار مارے گئے۔ اور اس سے یسعیاہ باب ۲۱/۱۶ کی پیشگوئی جس میں دن کی بجائے سال کا لفظ ہے پوری ہوئی۔ اور جیسے قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ فرمایا ہے۔ یعنی تین سے لیکر ۹ سال تک کے اندر اندر یہ پیشگوئی پوری ہوگی، ویسے ہی اس پیشگوئی میں "کچھ" سے مراد جو لفظ بضع کے قائم مقام ہے ۹ سال ہی ہیں۔ لیکن اس میں بجائے فِيْ کے بعد کا لفظ ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی پر پورے ۹ سال گذرنے کے بعد گذشتہ جنگ عظیم شروع ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی دی ہوئی خبر ــ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار" اپنی پوری قوت اور چمک کے ساتھ پوری ہوئی۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُتَفَكِّرِيْنَ ؀

مکتبہ احمدیہ قادیان سے آپ ہر قسم کی کتابیں منگا سکتے ہیں، نیز قرآن مجید مترجم اور معراجی ہمارے ہاں سے طلب فرمائیے۔ ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں آپ کو انشاء اللہ کبھی شکایت کا موقعہ نہ ملے گا۔

مینیجر مکتبہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کا سلوک عیسائیوں کے ساتھ

(از مسٹر لطفی لیونیاں)

"اسلام اور عیسائیت کا باہمی رشتہ" (Relationship between Islam and Christianity) کے نام سے ایک کتاب مسٹر لطفی لیونیاں (Lootfy Levonian) کی ۱۹۴۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب مصنف نے مختلف ممالک کی سیر، مسلمان علماء سے تبادلہ خیالات کرنے اور اسلام پر بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد لکھی ہے۔ اور اس میں اس نے عیسائی نقطہ نگاہ سے ان مشکلات کا ذکر کیا ہے، جو عیسائیوں کو مسلمانوں میں تبلیغ مسیحیت کے دوران میں پیش آتی ہیں، پھر اپنے تجربہ کی بناء پر ان مشکلات کا حل بھی لکھا ہے۔ ایک چیز جو اس کتاب میں نمایاں ہے، یہ ہے، کہ مصنف نے عیسائی مبلغین کو یہ مشورہ دیا ہے، کہ وہ مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرنے سے قبل ان کے مذہبی رجحانات اور عقائد کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں، مگر افسوس ہے، مصنف نے خود اس پر بہت تھوڑا عمل کیا ہے، اور جا بجا اسلامی تعلیم کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے، جسے جانبدار عیسائی مصنفین کی تحریرات سے خوشہ چینی تو کہا جا سکتا ہے، مگر اسلام کی صحیح تعلیم کو اس کے اصل ماخذوں سے سمجھنے کی کوشش نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم صاحب موصوف نے بعض جگہ ذرا زیادہ وسعتِ نظر کا ثبوت دیا ہے، جو عموماً عیسائی مبلغین میں مفقود ہوتی ہے۔ ہم اس کتاب پر مفصل تبصرہ تو کسی آئندہ اشاعت پر اٹھا رکھتے ہیں، لیکن فی الحال ذیل میں اس کے ایک باب کا ترجمہ درج کرتے ہیں، جس میں مصنف نے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کا سلوک عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ رواداری کا رہا ہے۔ گو اس ضمن میں بھی بعض ایسی باتیں کہی گئی ہیں، جو اصل حالات سے ناواقفیت اور متعصّب عیسائی مصنفین کی کتابوں کے مطالعہ کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں، مگر تاہم مجموعی طور پر اس میں ایک عیسائی کے قلم سے بعض ایسی تاریخی صداقتوں کا اقرار ہے، جن سے مسلمانوں کے عیسائیوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ پر روشنی پڑتی ہے۔ (ایڈیٹر)

(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سلوک:۔ خود (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ایک قادر خدا کی ہستی اور قیامت پر پورا یقین تھا۔ جب آپ نے بالآخر مدینہ میں رہائش اختیار کر لی، تو وہاں آپ نے ایک جماعت قائم کی، جس کی بنیاد اس خدا کے ایمان پر تھی، جو سب سے طاقتور اور یگانہ ہے۔ وہ سب خاندان اور فرقے جنہوں نے اس دین کو قبول کیا، اس جماعت میں شامل کر لئے گئے۔

جہانتک مدینہ کے غیر مسلم عناصر سے آپ کے سلوک کا تعلق ہے، اس پر آپ کا ایک فرمان جو ابتدائی زمانہ میں، ہجرت کے بعد اور جنگِ بدر سے پہلے، نافذ کیا گیا تھا، بہت روشنی ڈالتا ہے۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سب سے پہلے سوانح نویس ابن اسحاق نے اس فرمان کو مکمل طور پر نقل کیا ہے۔ اس فرمان کے بموجب مدینہ ایک متحدہ امت یا جماعت بن گیا، جس کی حکمرانی اللہ اور اس کے نام پر (حضرت) محمدؐ کے ذریعہ سے کی جاتی تھی۔ اولاً صرف مومن ہی اس امت سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر ان کے علاوہ، وہ لوگ بھی اس امت میں شمار ہونے لگے، جو ان کے ساتھ ملکر لڑیں۔ اس طرح سے یہودی حتیٰ کہ کفارِ عرب بھی نمایاں طور پر ساتھ شامل کر لئے گئے، باوجودیکہ ان کو کبھی برابر کی مراعات اور حقوق نہ دیئے گئے۔ اس فرمان کے رُو سے ضروری تھا، کہ ہر تنازعہ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کے سامنے پیش کیا جائے۔

صرف قریش یا مکّہ کے عرب اس اُمت کے علانیہ دشمن ظاہر ہوئے، اور اسی سبب سے بدر کی لڑائی اسلامی تاریخ میں نمایاں خصوصیت اختیار کر گئی۔ سر ولیم میور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس فرمان کا مختصر ترجمہ درج کیا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"یہ اعلان مومنوں[1] اور ہر اُس شخص کی طرف سے ہے۔ جو اُن کے ساتھ شامل ہو کر دین کی اعانت کرے۔ ہر وہ شخص جو باغی ہے، یا دشمنی اور بغاوت پھیلانا چاہتا ہے، ہم میں سے ہر ایک کا ہاتھ اس کے خلاف اُٹھے گا۔ کوئی مومن[2] کافر کو قتل کرنے کی وجہ سے موت کے گھاٹ نہ اتارا جائیگا۔ اور نہ کسی کافر کی مومن کے خلاف مدد کی جائیگی۔ یہودیوں میں سے وہ لوگ جو ہماری اطاعت کرینگے، ان کی مدد اور اعانت کی جائے گی، ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائیگی۔ اور نہ کسی دشمن کی ان کے خلاف مدد کی جائے گی۔ کوئی کافر مکہ کے کسی شخص یا جائیداد کی حفاظت کا ذمہ نہ لے۔ مشترک دشمن کے خلاف لڑائی میں یہودی مسلمانوں کی مدد کرینگے۔ مدینہ کے دیگر مختلف قبائل کی معیّت میں یہودی فرقے مومنوں کے ساتھ ایک قوم شمار کئے جائینگے۔ یہودی اور مسلمان اپنے اپنے مذہب پر کاربند رہیں گے۔ لڑائی کے موقعہ پر یہودی اپنے اخراجات کے ذمہ دار ہونگے، اور مسلمان اپنے اخراجات

---

[1] اس اعلان کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:۔ "هٰذا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ اَنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ۔ الخ

تَرْجَمَہ:۔ یہ کتاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قریش اور یثرب کے مومنوں اور مسلمانوں کے درمیان ہے نیز جو ان کے تابع اور ملحق ہوں، اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں کہ یہ سب ایک امّت ہیں۔ دوسرے لوگوں کے سوا۔

(سیرت ابن ہشام جلد دوم ص۹۴ مطبوعہ مصر)

[2] اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"کوئی مومن دوسرے مومن کو کسی کافر کے بدلہ میں قتل نہ کرے گا، اور نہ کوئی مومن کسی کافر کی مومن کے خلاف امداد کرے گا۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے۔لیکن دونوں ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔ ان سب کے لئے جو اس صلح میں شامل ہیں، مدینہ پاک اور قابلِ حرمت بستی تصوّر کی جائیگی۔ تمام تنازعات اور جھگڑے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیصلہ پر چھوڑے جائینگے، اور صلح اور جنگ باہمی اشتراک سے کی جائے گی۔"

اس کی عربی عبارت اس سے زیادہ قطعی ہے:-

"غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ ایک اُمت ہیں۔ یہودیوں کے لئے ان کا مذہب اور مسلمانوں کے لئے ان کا مذہب۔"

اس سے صاف ظاہر ہے، کہ یہ فرمان اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔

اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں، کہ (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم) خود مدینہ سے باہر کے لوگوں سے شرطیں طے کرتے ہیں، اور ان میں سے نجران کے عیسائی بھی ہیں، جنہوں نے ایک بشپ کی سرکردگی میں ۴۰ پادریوں اور ۲۰ عوام کا ایک وفد بھیجا۔ (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ان کے مذہب، گرجوں اور خانقاہی اداروں کو امان بخشی۔ اور ان کے ساتھ ان کے بشپوں اور راہبوں کو بھی۔ یعنی ان میں سے کسی کو اپنی جگہ سے ہٹایا نہ جائے گا۔ فرمان کے اصل الفاظ یہ ہیں:-

"کوئی بشپ اور کوئی پادری اپنی جگہ سے نہ ہٹایا جائے گا۔"

ہجرت کے نَو سال بعد ایک اور فرمان "براءت" کے نام سے جاری کیا گیا، جو مکہ میں اشاعت کیلئے (حضرت) علی کے سپرد ہوا۔ اس میں نسبتًا کم رواداری کا اظہار کیا گیا۔ حج کے موقعہ پر قربانی کے دن یہ فرمان (حضرت) علی نے باواز بلند حاجیوں کے جمِ غفیر کو پڑھکر سُنایا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کفار کے لئے براءت ہے۔ اگلے چار ماہ میں امن و آرام سے اِدھر اُدھر چلو پھرو۔ مگر یہ یاد رکھو، کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ . . . اور جب حرمت کے مہینے ختم ہو جائیں، تو کفار میں سے جس کو پاؤ، اس سے لڑو۔ ان کو قید کرو، ان کا محاصرہ کرو، اور ہر موقع پر اُن کی تاک میں رہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اگر وہ باز آجائیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوۃ دیں، تو ان کو چھوڑ دو، کیونکہ خدا تعالےٰ بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لاتے ہو۔ یقیناً کفار پلید ہیں، اس لئے اس سال کے بعد انہیں عزت والی مسجد کے نزدیک نہ آنے دو"[1]

اس سے اگلے سال (۱۰ ہجری) (حضرت) محمد (صلعم) حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اپنا الوداعی خطبہ دیا، جس میں آپ نے اسلامی اخوت پر تو زور دیا، لیکن غیر مسلموں کے بارے میں کچھ نہ کہا۔[2]

---

[1] مصنف کا اشارہ سورۃ توبہ کی طرف ہے۔ مگر انہوں نے سورۃ کے پانچ رکوعوں میں سے اپنا مطلب ثابت کرنے کیلئے صرف تین چار آیات کا ترجمہ درج کیا ہے اور مسلسل آیات کا ترجمہ نہیں لکھا۔ اگر وہ مسلسل آیات کا ترجمہ لکھدیتے، تو معلوم ہوجاتا، کہ اس حکم کا منشاء کیا ہے۔ یہ حکم براءت کا صرف ان مشرکین عرب کے لئے تھا، جو مسلمانوں سے بار بار معاہدات کرکے پھر توڑ دیتے تھے، سب مشرکوں اور کافروں کے لئے نہ تھا، چنانچہ اس سورۃ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں ان مشرکین اور کفار کا استثناء کیا گیا ہے، جو اپنے عہد پر قائم تھے، اسی طرح دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں بھی اپنے عہد پہ قائم رہنے والے مشرکین سے عہد کو نبھانے کی تاکید ہے۔ اور اس سے اگلی آیت میں براءت کی وجہ یہ بتائی ہے، کہ ان کے اعمال سے مسلمانوں کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوچکی ہے۔ اس لئے اب ان سے قطع تعلق کا اظہار ہونا چاہیئے۔ پس ان آیات سے تمام مشرکین اور کفار کے خلاف جنگ کرنیکا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ آیات خاص مشرکین اور کفار عرب کے حق میں ہیں۔ اہل کتاب کا ان میں ذکر نہیں۔ اور مسٹر لیونیان کا موضوع جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے "مسلمانوں کا عیسائیوں کے ساتھ سلوک" ہے۔

[2] ایک مسلمان کی اخوت اور برادری کا حق تو صرف مسلمان ہی کو پہونچتا ہے۔ دوسرے کسی شخص کے لئے یہ حق نہیں ہے۔ اس لئے کافروں کے ذکر کا یہاں کوئی موقعہ نہ تھا۔ مدینہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو معاہدہ کیا تھا، اس میں بھی اخوت کا حق مسلمانوں ہی کے لئے محفوظ رکھا گیا تھا۔ ہاں مشترکہ مفاد کی حفاظت کے لئے دوسری قوموں سے معاہدہ ضرور کیا تھا۔ اور ان دونوں رویوں میں کوئی تناقض نہیں ہے جیسا کہ مسٹر لیونیان ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے فرمایا:۔

"اے لوگو میری تقریر سنو اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔ خوب جان لو، کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب باہم مساوی ہو، اور ایک برادری ہو"

اور اختتام پر آپ نے یہ آیت پڑھی "آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا، اور اسلام کو تمہارے لئے دین مقرر کیا"

چنانچہ اس کے مطابق سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ لیکن باقی ماندہ لوگوں کے بارے میں ہم یہاں آنحضرتؐ کے ابتدائی دور کی رواداری کو بالکل مفقود پاتے ہیں[1]

قرآن کی تعلیم میں بھی یہ پہلو ایسا ہی نمایاں ہے، جیسا کہ آپ کے طرز عمل میں چنانچہ قرآن کی بعض آیتیں انتہائی رواداری کا اظہار کرتی ہیں۔ مثلاً "دین میں کوئی جبر نہیں" اور "تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین"۔ نیز "اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں" یا اس سے بھی بہتر یہ آیت کہ "وہ لوگ جو ایمان لائے (یعنی مسلمان) اور یہودی اور نصاریٰ (شمالی عرب کے عیسائی) اور صابی ان کا اجر اللہ کے پاس ہے، ان پر کوئی خوف نہیں"۔ یہ آیتیں صاف ظاہر کرتی ہیں، کہ اللہ کے نزدیک مسلمانوں اور غیر مسلموں، یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان کوئی فرق نہیں لیکن دوسری آیتیں البتہ اس سے بالکل مختلف رویہ کا اظہار کرتی ہیں۔ مثلاً "لڑو ان کے خلاف جو نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں، نہ قیامت پر۔ اور نہ وہ صحیح مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ یہودی کہتے ہیں، کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ کہتے ہیں، کہ مسیح اللہ بیٹا ہے، اللہ ان سے لڑے گا" یہ غیر مسلموں کے خلاف صاف طور پر دشمنی کا اظہار ہے۔[2]

---

[1] آنحضرتؐ نے مذہبی آزادی میں رواداری کے طریق کو کبھی ترک نہیں کیا، یہ علیحدہ بات ہے، کہ جن لوگوں نے مسلمانوں سے بدعہدی کی، ان سے تعلقات منقطع کرنے پڑے۔

[2] حالات میں تغیر سلوک کے حکم میں تغیر کا باعث ہوا۔ کیا یہ امر واقع نہیں، کہ مدینہ کے یہودیوں نے باوجود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت کے رویہ میں اس نمایاں اختلاف کی دو مخصوص وجوہات تھیں۔ پہلی وجہ تو انسان میں تسلط کے فطرتی جذبہ پر مبنی ہے، اور اس خواہش کا اثر سب بڑے انسانوں پر رہا ہے[۵] اور دوسری وجہ ایک جارحانہ ماحول کے یقینی ردعمل کی بناء پر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ مدینہ میں یہودیوں کا مخالفانہ رویہ، جس کا اظہار بعض اوقات شدید نکتہ چینی اور بعض اوقات زبانی طعن و تشنیع کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا، اس نئے لیڈر (آنحضرتؐ) کو غصہ دلا کر ان کے حق میں اسی سلوک کا باعث ہوا؛ جو اُس (آنحضرت) نے عرب کے دیگر رؤسا اور شعراء کے ساتھ روا رکھا، جنہوں نے یہودیوں کی سی دشمنی اور

بقیہ حاشیہ:- اُس معاہدہ کے جو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا حضورؐ کے قتل کرنے کی سازش کی، پھر مکہ کے کفار کو مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کرنے کی شہ دی، بلکہ جنگ احزاب میں جبکہ کفار مکہ نے دیگر قبائل عرب کی معیت میں مدینہ پر باہر سے حملہ کیا، تو مدینہ کے یہودیوں نے مدینہ کے اندر سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اسی طرح انہوں نے اور بھی بہت سی شرارتیں کیں۔ اس لئے جب انہوں نے خود معاہدہ کی خلاف ورزی کی، تو یہ امید نہیں کی جاسکتی تھی، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے کا سا سلوک کرتے چلے جاتے۔ کیونکہ اس کے یہ معنے ہوتے، کہ آپ اپنی اور مسلمانوں کی تباہی کا خود سامان مہیا کرتے۔ پس مخالفین کے رویہ میں تبدیلی ان کے ساتھ سلوک کے حکم میں تبدیلی کا باعث ہوئی، اور لڑائی کرنے کا حکم صرف ایسے مخالفین کے متعلق ہے، جو مسلمانوں سے لڑائی کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ۔ اس سے صاف ظاہر ہے، کہ لڑائی کا باعث لڑائی ہے، نہ کہ مذہب۔ مذہب کے بارے میں اسلام کا یہ حکم کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں، ہمیشہ یکساں قابلِ عمل رہا ہے، اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین ہمیشہ اسی پر عمل کرتے رہے ہیں۔

۵:- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہے، کہ حضورؐ کی طبیعت میں دنیاوی تسلط و اقتدار کی قطعاً خواہش نہ تھی۔ جن لوگوں کو یہ خواہش ہوتی ہے، وہ دنیاوی لذات کے غلام ہوتے ہیں، اور تسلط و اقتدار حاصل کرنے کیلئے جائز و ناجائز ذرائع کی پرواہ نہیں کرتے۔ مگر آنحضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عداوت کا اظہار کیا تھا۔ بجائے طعن اور دشمنی کے اگر یہ سب مناسب مفاہمت کا اظہار کرتے، تو اس کے نتائج بالکل مختلف ہوتے۔ کیونکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آنحضرتؐ کی تبلیغ کی ابتداء توبہ اور خدا پر ایمان اور آنے والی قیامت سے ڈرانے سے ہوئی۔ آپ نے بلاامتیاز سب لوگوں کو دعوت دی، کہ خدا کے آگے جھکیں، یہ آپ کی دعوت کا لُب لباب تھا۔

خلفائے اربعہ (۶۳۲ء تا ۶۶۱ء):۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی جماعت کی حکومت مدینہ میں خلفاء کے سپرد ہوئی۔ اسلامی تاریخ میں یہ فتوحات کا شاندار زمانہ تھا۔ اس تیس سال کے زمانے میں دمشق، حمص، حلب، انطاکیہ، یوروشلم، اسکندریہ، ٹریپولی اور ایران وغیرہ ممالک عرب کی اسلامی سلطنت میں شامل کئے گئے۔ اس سلسلہ میں ایک نئی چیز یہ تھی، کہ عرب کے لوگ صوبوں کے گورنر مقرر کئے گئے، اور عرب کے باشندوں کی باقاعدہ بیرونی اور اندرونی فوج بنی، حکومت کی طرف سے ان کو سلطنت کی حفاظت کی تنخواہ ملتی تھی، اور صوبے ضروری رقم مہیا کرتے تھے۔

بقیہ حاشیہ:۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں یہ دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضورؐ نے بادشاہ ہو کر فقیروں کی سی سادہ زندگی بسر کی۔ معاہدات کی ہر قیمت پر پابندی کی۔ اور جنگ میں بھی کبھی آئین وانصاف کے مقتضیات کو ہاتھ سے نہ دیا۔ پھر صلح کی طرف طبیعت کا میلان اس قدر تھا، کہ بعض اوقات ایسی شرائط پر بھی صلح کر لیتے تھے، جو بظاہر ذلّت آمیز معلوم ہوتی تھیں۔ کیا تسلّط واقتدار چاہنے والوں کے یہی طریق ہوتے ہیں؟ ہمارے اس زمانہ میں تسلّط واقتدار چاہنے والوں کی مثال ہٹلر میں ملتی ہے، وہ اپنے کسی قول واقرار کا پاس نہیں کرتا، جہاں کہیں اس کی تسلّط واقتدار کی خواہش کسی اور چیز سے ٹکراتی ہے، وہاں وہ تسلّط واقتدار کے حصول کے مقابلہ میں کسی اور چیز کی ہرگز پرواہ نہیں کرتا۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس کے بالکل برعکس ہے، اور یہ خیال ہرگز درست نہیں، کہ غیر مسلموں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رویہ میں تبدیلی کا باعث تسلّط واقتدار کی خواہش تھی۔ البتہ اس کی دوسری وجہ جو مسٹر لیوبہان نے لکھی ہے، وہ واقعات وحقائق پر مبنی ہے۔ اور وہی صحیح ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس دور کی ایک دستاویز جس کا نام "عمر اوّل کا معاہدہ" ہے مختلف صورتوں میں نقل کی گئی ہے جن میں سے ایک (حضرت) عمرؓ کا ایک خط ہے، جس میں ایک اور خط کا حوالہ دیا گیا ہے، جو عیسائیوں کی طرف سے موصول ہُوا تھا۔ اس کی دوسری روایت شام کے قائد اعظم ابو عبیدہؓ کے نام ایک خط میں ہے۔ اغلباً یہ معاہدہ ایک دستاویز ہے، جو دوسری اور تیسری صدی کے (Muslim Law Schools) قانونی اداروں کی تیار شُدہ ہے، مگر یہ غیر مسلموں کے متعلق خلفاء کے عام رویّہ کو واضح طور پر ظاہر کرتی ہے۔ اس میں گو ان پر بعض تکلیف دہ اور ذلت آمیز پابندیاں عائد کی گئیں، تاہم ان کی زندگی اور جائیداد کی حفاظت اور ان کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کی آزادی دینے کا ذمہ اٹھایا گیا۔ اس کی عبارت یہ ہے:-

"میں اور باقی سب مسلمان تمہاری اور تمہارے تابع عیسائیوں کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں، جب تک کہ تم سب ان شرائط پر کاربند رہو، جو ہم مقرر کرتے ہیں۔ . . . ہم تمہاری جان اور جائز جائیداد کی، ہر اس شخص کے خلاف جو تمہیں نقصان پہونچانا چاہے، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح حفاظت کرینگے، جیسے کہ ہم اپنی جان اور جائیداد کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے فیصلے ویسے ہی ہونگے، جیسے ہماری جائیداد اور اور اپنی جانوں کے بارے میں ہوتے ہیں۔ . . . تمہیں کسی مسلمان پر حملہ نہ کرنا ہوگا، اور نہ قولاً یا فعلاً ان کے دشمنوں کی مدد کرنا ہوگی۔"

فلسطین کے باشندوں کے ساتھ (حضرت) عمرؓ کا عہد نامہ بھی جو ۶۳۶ء میں ہوا، ایسا ہی مدلل ہے:

"امیر المؤمنین حفاظت بخشتے ہیں، ان کی جانوں کی، ان کے مالوں کی، ان کے گرجوں اور ان کی صلیبوں کی، اور ہر اس چیز کی جس کا تعلق ان کے مذہب سے ہے۔ ان کے گرجے رہائشی مکانوں کے طور پر استعمال نہ کئے جائیں گے، اور نہ انہیں مسمار کیا جائے گا۔ مذہب کی بناء پر اُن پہ جبر نہ کیا جائیگا، اور نہ ان میں سے کسی کو گزند پہونچایا جائے گا۔"

اہالیانِ دمشق کے ساتھ خالد کی صلح بھی جو ۱۴ سنہ ہجری میں ہوئی، انہیں شرائط پر مبنی ہے، اس نے انہیں ان کی جان، مال، گرجوں اور شہر کی فصیل کی امان بخشی۔ ان کا کوئی گھر برباد نہ کیا جائے گا، اور نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس میں رہائش اختیار کی جائیگی، اس کے لئے انہیں خدا کا وعدہ، اس کے رسول، خلفاء اور مومنوں کی حفاظت دی گئی۔ اگر وہ خراج باقاعدہ ادا کریں، تو ان سے اچھا سلوک کیا جائے گا۔"

یوروشلم، عرفہ اور رقہ سب نے ان شرائط پر ہتھیار ڈال دیئے، لیکن حبرہ نے جو اسلام سے قبل کے عیسائیوں کا قلعہ تھا، خالد سے اس شرط پر اطاعت قبول کرلی، کہ وہ ۱۰۰۰۰۰ درہم سالانہ ادا کرینگے اور فارس کے لوگوں کے خلاف مسلمانوں کے جاسوسوں کا کام دینگے۔ ان کے گرجے اور قلعے مسمار نہ کئے جائیں گے۔

اس سے صاف واضح ہے، کہ غیر مسلموں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں خلفاء نے نمایاں رواداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ ایک نسطوری بشپ نے ۶۴۹ء میں لکھا کہ:-

"یہ عرب عیسائیوں کے مذہب کے خلاف نہیں لڑتے، بلکہ یہ تو ہمارے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں، یہ ہمارے پادریوں اور بزرگوں کی عزت کرتے ہیں اور ہمارے گرجوں اور خانقاہوں کے لئے تحائف دیتے ہیں۔"[۱]

بنو امیہ کا زمانہ (۶۶۱ء تا ۷۵۰ء):- اموی خلفاء جن کا دارالخلافہ دمشق میں تھا، وہ مذہب کے بجائے زیادہ تر فتوحات میں دلچسپی لیتے تھے، وہ اشراف مکہ کے نمائندے تھے، کیونکہ وہ خود عرب تھے، اور عرب لوگ ہی ان کی حمایت کرتے تھے۔ ان کی فوجوں نے سارے شمالی افریقہ پر قبضہ کرلیا، اور جبرالٹر سے گذرتی ہوئیں فرانس میں داخل ہوگئیں۔ گو ان کی فتوحات کا باعث مذہبی جوش تھا، تاہم وہ اولاً عرب تھے، اور بعدہٗ مسلمان۔ یہ درست ہے، کہ مومنوں کو اسلام قبول کرنے سے بہت سے دنیاوی فوائد بھی پہونچے، اور ابتداء میں سارا مالیہ غیر مسلموں سے ہی وصول کیا جاتا تھا، لیکن بعد میں جب صوبائی لوگ مسلمان ہوگئے، تو لازمی طور پر مالیہ میں کمی آگئی۔ اس لئے انہوں نے عجمی نومسلموں کو بھی ٹیکس دینے پر مجبور کیا۔ بنو امیہ درحقیقت دنیا کے فتح کرنے والے تھے اور یہی ان کی بڑی خواہش تھی۔ بارتھولڈ لکھتا ہے:-

---

۱. The Arab Conquest of Egypt. P.159.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ اموی فاتحین کا مقصد صرف مال غنیمت اور شوکت حاصل کرنا تھا، اور مذہب زیادہ تر اُن کے لئے ایسا ہی غیر ضروری تھا، جیسا کہ دیگر ملک کے دفاع کرنے والوں کے لئے۔ وہ کسی قسم کے وسیع شہنشاہی خیالات نہ رکھتے تھے، بلکہ وہ اوّلاً عرب قوم کے "جہاد" میں لیڈر تھے، اور ان کا کام صرف عربوں میں اپنے تسلط کو قائم رکھنا، رعایا سے ٹیکس اور ماتحت حاکموں سے خراج وصول کرنا تھا، وہ ابتداءً عرب "قوم" کے نمائندے تھے۔"

عباسی دور (۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء):- عبّاسی خلفاء اوّلاً مسلمان تھے اور چونکہ ان کے اکثر حمایتی ایرانی تھے، بعدہٗ ترک، اس لئے ہر مسلمان خواہ وہ کسی نسل کا ہو، کامیابی کی امید رکھ سکتا تھا، اس دور میں جہاں عربی اور عجمی کا اختلاف آہستہ آہستہ مٹ گیا، وہاں مسلم اور غیر مسلم کا فرق زیادہ زور پکڑ گیا۔ انہوں نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد رکھنی چاہی، کہ جس میں ایرانی اور عربی مساوی حقوق رکھیں، اور ساسانیوں کی طرز حکومت ان کے لئے نمونہ کا کام دینے لگی۔

اس طرح سے ان خلفاء نے سب عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں، سماریوں اور صابیوں کو مذہب میں مکمل آزادی دے رکھی تھی۔ گو ان پر بعض پابندیاں بھی عائد تھیں، مثلاً ان کو "ذمی" کہا جاتا تھا، یعنی "وہ لوگ جن کی حفاظت کی جاتی ہے"۔ (امام) ابو یوسف جو ۱۱۳ھ سے ۱۸۳ھ ہجری تک بغداد کے قاضی تھے، "خراج" پر اپنی کتاب میں اسلامی فتوحات کے اس زمانہ میں ذمیوں کی حالت کے متعلق رقمطراز ہیں:-

"یا امیر المؤمنین[1] ذمیوں کے متعلق اس سوال کے بارے میں کہ مشہور بستیوں اور اسلامی فتوحات کے دوسرے مقامات میں ان کی خانقاہوں اور گرجوں کو بغیر مسمار کئے کیوں ان کے قبضہ میں رہنے دیا گیا، اور جشنوں کے موقعہ پر انہیں کیوں اپنی صلیبوں کی

[1] یہ خط حضرت ابو عبیدہؓ نے فتح شام کے موقعہ پر امیر المؤمنین کو لکھا تھا۔ کتاب الخراج صفحہ ۸۰۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدستور نمائش کی اجازت دی گئی؟ عرض ہے، کہ اس کی وجہ یہ ہے، کہ مسلمانوں اور ذمیوں کے مابین صرف اس شرط پر تصفیہ ہوا تھا، کہ نہ تو ان کے گرجے مسمار کئے جائینگے، اور نہ خانقاہیں، خواہ وہ شہر کی فصیل کے اندر ہوں یا باہر تباہ کی جائیں گی۔ اور ان کی جانوں کی عزت کی جائیگی، اور انہیں اپنے دشمنوں کے خلاف لڑنے، اور انہیں واپس بھگا دینے کی آزادی دی جائے گی۔ جزیہ کی ادائیگی کے بعد یہ وہ شرائط ہیں، جن پر صلح کی گئی، البتہ تحریری معاہدوں کے بموجب نئے گرجوں اور خانقاہوں کی تعمیر کی اجازت نہیں۔ اس طرح سے سارا شام اور حیرہ کا ایک بڑا حصہ فتح ہوا، اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ کیوں گرجوں اور خانقاہوں کی عزت برقرار رکھی گئی۔"

ایک اور ضروری دستاویز جو ڈاکٹر اے منگانہ (A. Mingana) نے دریافت کی ہے اس مضمون پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ یہ حفاظت کا ایک فرمان ہے، جو سنہ ۱۱۳۸ ہجری میں بغداد کے خلیفہ مکتفی نے نسطوری سردار ابدیشو ثالث کو دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے، کہ اسلام معاشرتی پہلو میں خواہ کتنا ہی ناقص رہا ہو، اور بعض خلفاء نے ذاتی طور پر عیسائیوں کو خواہ کتنی ہی سخت ایذا دی ہو، لیکن کم از کم قانونی نارواداری اسلام کے عیوب میں سے نہیں۔ یہ فرمان ایک عباسی خلیفہ کے دربار سے جاری شدہ ہے، اور عیسائیوں کے بارے میں انتہائی رواداری کا اظہار کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"ائمہ کی روایت کے بموجب اس نے حکم دیا، کہ تمہیں وہی حقوق عطا کئے جائیں، جو ان لوگوں کو دیئے گئے، جو تم سے پہلے Catholicus کے عہدہ پر فائز تھے۔ اس نے حکم دیا ہے، کہ تمہاری موجودہ حیثیت کو برقرار رکھا جائے، اور ان کی بھی جو تمہارے متبع اور تم سے کم درجہ کے ہیں، نیز تمہاری اور تمہارے ہم مذہبوں کی رسوم تجہیز و تدفین اور تمہارے گرجوں اور خانقاہوں کی حفاظت کی جائے۔ اور ان سب امور میں بعد کے اماموں کے نمونے اور تمہاری صلح اور عہد نامہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور عورتوں اور نابالغ بچوں سے جزیہ وصول کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ اور اس کے نفاذ کے بارے میں شرعی حکم کی شرائط بن بغیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی تحریف کے اُسے سال میں ایک مرتبہ وصول کیا جائے۔ اور تمام عیسائی مقدمات میں انصاف پائیں۔ اور وہ طاقتور سے کمزور کا حق لیکر دے۔ اور جو شرارت اور نا انصافی کی طرف مائل ہو، اُسے حق کی طرف پھیرے۔ وہ ان کی اس طرح سے نگہبانی کرے، کہ ان حقوق اور مراعات کا قیام ہو، جن کی بدولت انسان امن و سلامتی میں رہے، اور وہ صاف راستے اور سیدھی سڑک پر چلے"۔

سو یہ صاف ظاہر ہے، کہ گو عیسائی ذمی جیسی بعض ذلت آمیز قیود میں رہتے تھے، اور بعض اوقات جیسا کہ خلیفہ الحکیم (۱۰۰۹ء تا ۱۰۲۰ء) کے ماتحت ایذا کا نشانہ بنتے تھے، تاہم مسلمانوں نے اصولاً عیسائیوں کو مذہب کی بناء پر کبھی دکھ نہیں دیا۔ یہ درست ہے، کہ سیاست، ذاتی خواہشات اور مالی حرص سب نمایاں اثر رکھتے رہے، اور لیونو کاتین (Leone caetani) نے یہ نہایت واضح طور پر ظاہر کیا ہے، کہ مادی ضروریات اور طمع عربی فتوحات کے نہایت ضروری محرکات تھے، اور یہ سب کچھ بہت سے لوگوں کے قبول اسلام کی ایک ضروری اور ادنٰے غرض تھی۔ تاہم قرآن کی تعلیم یہ ہے، کہ:۔

"وہ لوگ جو سونا اور چاندی اکٹھا کرتے ہیں، اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کا پیغام دے"۔

اس صورت کو اجتماعی طور پر بیان کرتے ہوئے سر ٹامس یو، آرنلڈ لکھتا ہے:۔

"ان ممالک میں جو صدیوں اسلامی حکومت کے ماتحت رہے، صرف عیسائیوں کے کثیر التعداد فرقوں اور جماعتوں کا پایا جانا ہی اس رواداری کا، جو وہ حاصل کرتے رہے ہیں، ایک دائمی ثبوت ہے، اور یہ ظاہر کرتا ہے، کہ وقتی ایذا، جو وہ بعض اوقات متعصب لوگوں کے ہاتھوں اُٹھاتے رہے ہیں، چند خاص اور مقامی حالات کی بناء پر تھی، نہ کہ کسی مقرر شدہ نارواداری کے اُصول پر"۔

اس کے برعکس پروفیسر مارگولیتھ اس خیال کا حامی ہے، کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ان لوگوں کے نزدیک جنہوں نے مشرقی عیسائیت اور اسلامی فتوحات کے بعد کے حالات کا جائزہ لیا ہے، عیسائیت کا بقاء ایک عجوبہ ہے۔"

مگر ڈبلیو بارتھلڈ، جو ایک بہت بڑی مستند شخصیت ہے، ان حالات کو شاید زیادہ منصفانہ انداز میں بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"بعض بڑے گرجے جبراً مسلمانوں نے قبضے میں کئے ہوئے تھے، لیکن عام طور پر عیسائیوں کو اپنے گرجوں پر قابض رہنے دیا گیا۔ یہ واقعہ ہے، کہ اسلامی حکومت کے ماتحت ایک لمبے عرصے تک نئے گرجوں اور خانقاہوں کی تعمیر حاکموں کی مخالفت کے بغیر ہوتی رہی۔ پرتگال کے جنوب مغربی کونے میں سینٹ ونسینٹ (St. Vincent) سے سمرقند تک خلافت کے اس وسیع رقبہ میں ہمیں ایسے مالدار عیسائی ادارے نظر آتے ہیں، جن کے اوقاف میں غیر منقولہ جائداد بھی تھی۔ اسلامی خلافت کی عیسائی رعایا کو دوسرے عیسائی ممالک سے تعلق رکھنے میں کوئی روک نہ تھی، اور نہ ایسے اوقاف کے لئے چندہ وغیرہ کرنے میں ان پر کوئی پابندی تھی۔"

(مترجم نصیر احمد شاہ بی۔ اے (آنرز))

ریویو اُردو کے پرانے فائل سستے داموں پر

رسالہ ریویو اُردو کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر علماء و بزرگانِ سلسلہ کے نہایت قیمتی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں، اور یہ مضامین اس رسالہ کے سوا اور کہیں شائع نہیں ہوئے، نہایت سستے داموں پر فروخت ہو رہے ہیں۔ ان رسالوں میں مولوی محمد علی صاحب کے وہ مضامین بھی ہیں۔ جن میں انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اور رسول لکھا ہے۔ غیر مبایعین پر اتمام حجت کے لئے یہ رسالے نہایت مفید ہیں۔ ایک فائل کی قیمت دو روپے ہے قیمت فوراً بذریعہ منی آرڈر بھیجکر طلب کریں۔ بہت تھوڑے فائل رہ گئے ہیں، پھر نہیں مل سکیں گے۔

مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معرکۂ روح و بدن

تحریک سوشلزم پر ایک نظر

(از ذاکر عجمی)

(۵)

ظلم کو بقا نہیں۔ شجرِ جبر کا کھیت کبھی سر سبز نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ منشاء قدرت کے نقیض ہیں۔ تاریخ ظالموں اور جابروں کے عبرت آموز انجام سے معمور ہے۔ جس طرح بعض اشخاص ظلم و تعدّی کے پیکر ہوتے ہیں، اور دُنیا کو اپنے عمل تسخیر کی جولانگاہ بنا دیتے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھکر بعض ایسے مسالک اور کیش پیدا ہو جاتے ہیں، جن کی تباہ کاریاں بڑے سے بڑے فاتحین سے بڑھکر ہوتی ہیں۔ فاتح انسان کے جسم کو مغلوب کرتا ہے، مگر یہ ہلاکت آفرین نظام انسان کے دل و دماغ کو مسموم اور اس کی فطرت کو مسخ کر دیتے ہیں، لیکن اس تخریبی عمل کو دوام نصیب نہیں ہوتا، جونہی اس میں افراط کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کے خلاف ایسا ہی شدید ردّ عمل شروع ہو جاتا ہے، اور جب تک ناصیۂ انسانی سے یہ بدنما دھبہ دُور نہیں ہوتا، اس کے خلاف جد و جہد جاری رہتی ہے۔ انسانی حیات کے ہر شعبے میں عمل اور ردّ عمل کا چکّر چلتا نظر آتا ہے۔ جب نور و ظلمت کی جنگ میں ظلمت کا پہلو بھاری ہونے لگتا ہے، تو فوراً اخلاقِ فطرت نور کے زبردست حملے سے ظلمت کو نابود کر دیتا ہے۔ اسی طرح عالمِ محسوس میں کوئی نظام چاہے سیاسی ہو یا معاشی جب ظلمت کی طرف مائل ہو جاتا ہے، تو وہی لوگ جو ہدفِ جور اور نشانۂ ظلم بنے ہوئے تھے اس کے خلاف سر بکف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ردّ عمل کی شدت عمل کی شدّت کے متوازی ہوتی ہے۔

ہم مختلف معاشی نظام کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کر رہے ہیں۔ اور یہ تمام نظامات قائم بالذّات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہیں، بلکہ سماجی فتور کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں، اس لئے یہ اتنے "اثباتی" نہیں، جتنے "احتجاجی" ہیں۔ ان کی شدتِ عمل کے مدارج ہیں۔ بعض تحریکات مثلاً کمیونزم اور سوشلزم معاشی فتور و فساد سے براہ راست پیدا ہوئی ہیں۔ اس واسطے ان کا اقتصادی پہلو ان کے سیاسی پہلو سے زیادہ نمایاں ہے۔ ان میں اقتصاد مقدم اور سیاست مؤخر ہے۔ مگر اس صحبت میں ہمیں ایک ایسے نظام فکر کا ذکر کرنا ہے، جو سارے سماج کو محیط ہے۔ مگر تحلیلی نقد و نظر سے اس کا سیاسی پہلو اس کے معاشی پہلو پر غالب نظر آتا ہے۔ سماج میں بیک وقت معاشی اور سیاسی رجحانات کارفرما ہوتے ہیں۔ اور جب یہ نقطۂ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں، تو اس سماج میں معاشی اور سیاسی دونوں قسم کی خرابیاں رونما ہو جاتی ہیں، اور ان کے ازالے کے لئے جو تحریکات پیدا ہوتی ہیں وہ بھی بیک وقت معاشی اور سیاسی پہلوؤں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ لیکن بعض میں سیاسی پہلو اور بعض میں معاشی پہلو غالب ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے ان کی مجوزہ اصلاحات میں بھی یہ فرق قائم رہے گا۔ جس اصلاحی اور احتجاجی تحریک میں سیاسی رنگ غالب ہے، وہ لامحالہ اپنی اصلاحات کو سیاست سے شروع کریگی۔
اب جس تحریک کا تذکرہ پیشِ نظر ہے۔ اس کی تان سیاست پر ٹوٹتی ہے۔ اور اس کی معاشی اصلاحات ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ تحریک انارکزم (انارجیت) کے نام سے معروف ہے۔ اور مذکورہ صدر تحریکات کی طرح اس کے متعلق بھی بہت کچھ غلط فہمیاں رائج ہیں۔ اور اس کے مرکزی اصول عامی نظروں سے اوجھل ہیں۔

جونہی انارکزم (Anarchism) کا نام آتا ہے۔ ایک عامی سننے والے کے سامنے امن کو تہ و بالا کرنے والی کارروائیوں کا منظر آجاتا ہے۔ اس کو شوریدہ سروں کا ایک گروہ پھرتا ہوا نظر آتا ہے۔ جو دائیں بائیں بم پھینک رہے ہیں۔ اور اربابِ اختیار کے علاوہ پبلک کو بھی اپنے پستولوں اور ریوالوروں کا نشانہ بنا رہے ہیں، اور تمام ملک کو آگ و خون کا غسل دے رہے ہیں۔ اس لرزہ خیز تصوّر سے قوی سے قوی انسان بھی مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ حالانکہ انارکزم کی یہ تصویر بالکل خیالی اور گمراہ کن ہے۔ ایک انارکسٹ بم پھینکتا ہے۔ وہ سازشیں بھی کرتا ہے۔ وہ ملک کے قانون کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف علمِ بغاوت بھی اُٹھاتا ہے۔ اپنے آیڈیل کے حصول کے لئے خونریزی سے گریز نہیں کرتا۔ لیکن وہ اپنی اس شکنیوں اور خون آشامیوں کو قزاقی اور رہزنی کی کارروائیوں سے اشرف اور ارفع سمجھتا ہے۔ جب کوئی قاطع السبیل کسی مسافر پر چھاپہ مارتا ہے، تو اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کے مال پر قبضہ حاصل کرے۔ اور اگر اس قبضہ حاصل کرنے میں انسانی خون کرنا پڑتا ہے۔ تو وہ اس سے نہیں چوکتا۔ مگر جونہی یہ سانحہ پورا ہوا اس کا "مشن" بھی پورا ہوگیا۔ رہزنوں اور ڈاکوؤں کا کام قافلوں کو لوٹنا ہے، اور بس۔ مگر انارکسٹ کہتا ہے، کہ میری خونریزیوں میں ایک اصول تعمیر مضمر ہے۔ اور جو مجھے ڈاکو سے مشابہ سمجھتا ہے، وہ اپنی جہالت کا اعلان کرتا ہے۔ میرے قتل و خون کی زد ظالموں اور جابروں پر پڑتی ہے۔ جنہوں نے اپنے عمل استحصال سے بنی نوع انسان کو کمزور و لاغر کر دیا ہے۔ میرا حریف و مقابل ظالم ہے، نہ کہ ایک معصوم انسان۔ مَیں اپنے انقلابی عمل سے ذاتی منفعت اور ترفع کا طلبگار نہیں ہوں۔ مَیں طاغوتی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما ہوں تاکہ ان کے مٹنے سے بنی نوع انسان کو آرام کا سانس نصیب ہو۔ مَیں قزاق نہیں ہوں۔ مَیں مجاہد ہوں اور میرے جہاد میں انسانیت کی بقا ہے۔ جب ایک حکومت دوسری حکومت کے خلاف جنگ چھیڑ کر گولہ بارود کو کام میں لاتی ہے۔ تو کوئی اس کو ڈکیتی اور قزاقی نہیں کہتا۔ اور نہ حملہ آور اس کو ایسا سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس کے حملے سے لاکھوں انسان اور خطاکاروں سے زیادہ معصوم انسان موت کے گھاٹ اُتر جاتے ہیں۔ حالانکہ اس جنگ کا مقصود صرف کسی علاقے کا الحاق ہوتا ہے۔ اس کے برعکس میری گولی صرف ظالم کے سینے میں لگتی ہے۔ میرے کشت و خون کا دائرہ محدود اور میرا آمال کا بہت بلند ہے، اور جونہی سماجی ظلم کا قلع قمع ہوتا ہے، مَیں ایک امن پسند شہری کی طرح نئے نظام کا خادم ہو کر مصروف کار ہو جاتا ہوں۔

انارکسٹ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اس سے اس کی امن سوزیاں جائز نہیں سمجھی جا سکتیں، اور نہ وہ بنی نوع انسان کا محسن و مجاہد کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ انسانی خون کے دھبے محض چرب زبانی اور بلند بانگ دعاوی سے نہیں چھپ سکتے۔ لیکن یہ بھی غلط طریق ہے کہ انارکزم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنقید خون کے چھینٹوں سے کی جائے۔ کیونکہ مارنا اور قتل کرنا اپنے اپنے موقعہ اور محل کے لحاظ سے اچھا یا بُرا ہوگا۔ جب کوئی بے گناہ انسان اپنے حملہ آور کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے، اور تحفظ ذات میں اس کو قتل کردیتا ہے، تو یہ قتل فعل قبیح نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح ایک قوم کی قوم کسی خون آشام حملہ کے خلاف نبرد آزما ہوتی ہے، تو مدافعت میں اس کو کشت وخون کرنا پڑتا ہے۔ اتلاف جان دونوں طرف سے ہو رہا ہوگا۔ مگر ظالم حملہ آور کا ہر فعل ناقابلِ عفو ظلم وستم ہوگا۔ اس کے مقابلے میں مدافعین کے ہر فعل میں شرف و وقار کی جھلکیاں نظر آئیں گی۔ اسی طرح اگر انارکسٹ کے اصولوں کو غلط اور گمراہ کن ثابت کردیا جائے، تو اس کی تمام کارروائیاں بھی قابلِ مذمت ثابت ہوجائیں گی۔

انارکزم کے نظریے کی بنیاد ہر منظم اور جبری حکومت کی شدید مخالفت پر ہے۔ انارکزم کے لفظی معنیٰ "کیش لاحکومتی" کے ہیں۔ انارکسٹ تمام مروجہ حکومتوں کو مذموم اور مُضر خیال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ جمہوریت کی بھی اُن کے لائحہ عمل میں کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ جمہوریت میں اکثریت کو اقتدار نصیب ہوتا ہے، اور اقلیت بعض وقت عظیم اقلیت حکمران اکثریت کی کرہاً تابع فرمان ہوتی ہے۔ اور ملک کا قانون بھی حاکم طبقہ کے جذبات وعواطف کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور مغلوب اقلیت کو سرتابی کا یارا نہیں ہوتا اگر انارکسٹ کسی نظامِ حکومت کو گوارا کرسکتے ہیں، تو اس نظام کو جو قوم کے ہر فرد کی رائے سے معرضِ وجود میں آیا ہو۔ اور اس کو نہ پولیس کی ضرورت ہو نہ قانونِ فوجداری کی۔ کیونکہ ان دونوں اداروں کا وجود اس بات کا ثبوت ہے، کہ ملک کے بعض طبقے حکمرانوں کے مخالف ہیں۔ اور حکومت کو تمام ملک کی متفقہ تائید وحمایت حاصل نہیں۔ جب صورتِ حال یہ ہو، تو انارکسٹوں کے اصول کے مطابق یہ کہنا بے جا ہے، کہ ملک کو آزادی حاصل ہے۔ آزادی تو صرف اس طبقے کو ہوگی، جس کو خلعتِ اقتدار حاصل ہے۔ اور جو محکوم ہیں، وہ آزادی کی متاع سے محروم ہیں۔ انارکزم کے نزدیک ہنگامۂ حیات اور کارزارِ عالم میں صرف آزادی ہی حقیقت کبریٰ ہے۔ باقی سب نعمتیں ادنےٰ درجہ رکھتی ہیں۔ اور جو نظام حکومت اس حقیقت کبریٰ پر متجاوز ہوتا ہے، وہ مردود اور ناقابلِ قبول ہے۔

انارکزم اور کمیونزم:۔ انارکزم معاشی لحاظ سے کیمونزم سے مشابہ ہے۔ یہ پیدائش دولت اور تقسیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دولت کو ملّی نظام کے ماتحت رکھنے کے حق میں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرد کی آزادی پر مفرطانہ زور دیتی ہے، اور یہیں سے اس نظریئے میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ کمیونزم ملّی ملکیت کی حامی ہے، مگر اس کے ساتھ فرد کو جماعت کے ماتحت رکھتی ہے۔ ان دونوں اصولوں میں تو ایک عقلی ربط ہے لیکن یہ بالکل بے جوڑ چیز معلوم ہوتی ہے، کہ فرد کو قوم پر فائق بھی کیا جائے۔ اور ملّی ملکیت کا راگ بھی الاپا جائے۔ سوشلزم اور انارکزم کا فرق اس لحاظ سے زیادہ نمایاں ہے۔ سوشلزم کے حامی کہتے ہیں کہ فردی آزادی کا یہ تصور بالکل بے معنی ہے، کہ ایک شہری کو انتخابات کے موقعہ پر رائے دینے کا حق ہو، اور اس کی رائے سے ارباب بست وکشاد کا قیام ہو۔ اور جب جمہور کی آراء ان کے خلاف ہوں تو ان کو مسند اختیار چھوڑنی پڑے۔ وہ کہتے ہیں، کہ یہ ایک سیاسی فریب ہے کیونکہ جب تک "آجر" "ماجور" اور "بندہ و آقا" کی تقسیم ہے "آقا" اور "آجر" ہی دوسرے طبقے کی محنت سے فائدہ اُٹھائینگے۔ اور بندہ ومزدور بے چارے ہمیشہ آزادی سے محروم رہیں گے۔ لیکن جب وسائل حیات ملّت کے قبضے میں ہونگے، اور کوئی واحد مالک وقابض باقی نہ رہے گا، تو ہر شخص صحیح معنوں میں آزاد ہوگا۔ لیکن انارکسٹ اس پر بھی ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، کہ اشتراکی نظامِ حکومت میں سرمایہ داری کے تمام رجحانات آجائیں گے۔ وہ بھی ایک قاہر وجابر حکومت ہوگی، اور افراد کو اپنے قانون کا غلام بنائے رکھیگی۔ اور جب تک اس کا ذرا بھی خدشہ ہے۔ ایسی حکومت کبھی آزادی کے اصول کی مؤید نہیں ہوسکتی۔

سطور بالا سے صاف عیاں ہے، کہ انارکزم کو کمیونزم اور سوشلزم دونوں سے سیاست میں شدید اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کا منبع آزادی کے جداگانہ مفہوم میں ہے۔ انارکزم ہر فرد کو مطلق العنان دیکھنا چاہتی ہے۔ اور معمولی سے معمولی قید وبند کو آزادی کا نقیض سمجھتی ہے۔ اس کے برعکس کمیونزم اور سوشلزم کے نزدیک آزادی کا مفہوم محدود ہے۔ ان کا اس بارے میں نصب العین فقط اتنا ہے، کہ کوئی فرد وسائل حیات سے محروم نہ رہے۔ ہر ایک کی اساسی ضروریات کی کفالت سوسائٹی کے ذمے ہو۔ لیکن اقتصادی مشین کے چلانے میں ہر فرد ایک پُرزہ ہے۔ وہ فاعل مختار نہیں۔ اس کو ایک نظام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ہو کر کام کرنا ضروری ہے۔

مائیکل بکونن:۔ انارکزم اور کمیونزم میں مابہ الامتیاز یہ ہے، کہ مقدم الذکر کا نقطۂ آغاز سیاست اور مؤخر الذکر کا نقطۂ آغاز اقتصاد ہے۔ ان دونوں کے مؤسس یعنی مائیکل بکونن اور کارل مارکس ہمعصر تھے۔ کچھ عرصہ ان میں تعامل رہا۔ مگر طبائع کے اختلاف و بُعد نے رفاقت کو رقابت میں بدل دیا۔ اور عمرانی تحریکوں کے یہ دو رہنما ساری عمر ایک دوسرے کے جان لیوا بنے رہے۔ اور منصوبوں اور سازشوں سے ایک دوسرے کو کچلنے سے کبھی نہ چُوکے۔ بکونن کارل مارکس کے علم و فضل کا قائل تھا اور اس کی بصیرت افروز گفتگو کا دل سے معترف تھا۔ اور جب تک اس کے ساتھ رہا، ہمیشہ اس کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کرتا رہا۔ مگر اس کی آتشین مزاجی نے اس کو مارکس کے طریقۂ کار سے متنفر کر دیا۔ وہ کارل مارکس کو فاضل مگر خادع اور فریب کار سمجھتا تھا۔ اور کارل مارکس اس کو دیوانہ جذبات اور واہمہ پرست خیال کرتا تھا۔

ان دونوں نے سرمایہ داری کے نظام کے خلاف پرچم بغاوت لہرایا۔ سرمایہ داری کے اجزائے کیمیاوی سیاست اور معیشت تھے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے تقویت کا موجب تھے۔ سیاست کو سرمایہ سے اور سرمایہ کو سیاست سے فروغ حاصل تھا۔ یہ تاریخ کا حیرت زا معمہ ہے، کہ ان دونوں نے سماج کے ماؤف نظام کو دیکھا، اور حالانکہ دونوں کی مساعی کا یہ مقصد تھا، کہ افلاس و فلاکت اور فقر و فاقہ کو دور کر کے "ملک فراغ" اور "کشور راحت" کو پیدا کیا جائے۔ مگر ایک نے اپنی تعمیر کا سنگ بنیاد سیاست اور دوسرے نے معیشت کو بنایا۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب دونوں کے سوانح حیات سے ملتا ہے۔ کارل مارکس کو شروع سے لیکر آخر تک معاشی ابتلاؤں کا سامنا رہا۔ وہ فارغ التحصیل ہُوا، تو اس کو حسب منشاء ملازمت نہ ملی۔ ملک کے معاشی نظام میں اُسے کوئی گوشہ عافیت نصیب نہ ہُوا۔ حالانکہ اسی سرزمین میں اس نے نااہلوں کو مستِ عیش دیکھا۔ اس کی تلاشِ معاش ہمیشہ ناکام رہی۔ اس سلسلہ مضامین کی قسط اول میں اس کی ہنگامہ خیز حیات کا ایک معمولی سا خاکہ پیش کیا جا چکا ہے۔ اس کے تجزیئے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے، کہ مارکس کے مصائب کی ابتداء معاشی مسائل سے ہوئی۔ اس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شک نہیں، کہ وہ سیاسی استبداد کی ہاتھوں بھی نالاں رہا۔ مگر اس کی لوحِ قلب پر نقشِ اوّل اقتصادی تنگی کا تھا۔ یہی وجہ ہے، کہ اس کے فکر کی جولانیاں تمامتر اسی میدان میں رہیں، اور اس کا طیار کردہ نظام بھی معاشیات پر مبنی ہے۔ لیکن اس کے برعکس مائیکل بکونن کو ابتداء میں کوئی معاشی مشکلات پیش نہ آئیں۔ وہ روس کے اشراف خاندان کا نونہال تھا۔ عیش ونشاط کے سامان کی کوئی کمی نہ تھی۔ جب وہ سنہ ۱۸۱۴ء میں پیدا ہوا، اس کا باپ سفیرانہ خدمات سے سبکدوش ہو کر اپنی اسٹیٹ میں آکر آرام کے دن بسر کر رہا تھا، اس نے فوجی سکول میں تعلیم پائی، اور اٹھارہ سال کی عمر میں رجمنٹ میں اعلیٰ عہدے پر ملازم ہو گیا۔ یہ سنہ ۱۸۳۰ء کا زمانہ تھا، جب رُوس کی فوجوں نے پولینڈ کی بغاوت کو بڑے زور سے کچل دیا تھا۔ پولینڈ کی دہشت زدگی کے روح فرسا منظر نے اس نوخیز افسر کے دل پر گہرا اثر کیا۔ اور وہ دل ہی دل میں سیاسی استبداد اور مطلق العنانی کا سخت دشمن ہو گیا۔ یہ جذبۂ نفرت اتنا قوی ہو گیا۔ کہ اس کو یارائے ضبط نہ رہا، اور اس کا باغیانہ میلان حکام کے علم میں آگیا۔ فوجی افسر کے لئے یہ سنگین جرم تھا۔ اس پر دو سال مقدمہ چلتا رہا، اور آخر کار وہ اپنے کمیشن سے دستبردار ہو کر ماسکو آگیا۔ اور فلسفہ کی تعلیم میں مشغول ہو گیا۔ دوسرے طلباءِ فلسفہ کی طرح وہ بھی ہیگل کے ہوشربا فلسفہ کا شکار ہو گیا۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد اس کو اپنے پیر و مرشد کے خیالات و افکار میں سقم نظر آنے لگے، سیمابی طبیعت کا تو تھا ہی، فوراً ہیگل کو خیرباد کہا، اور انقلابی ہو گیا۔ سنہ ۱۸۴۲ء میں سوئٹزرلینڈ میں آگیا۔ یہاں کے سیاسی حالات نے اُسے مجبور کیا کہ وہ اس ملک سے ہجرت کر جائے۔ چنانچہ وہ پیرس آگیا۔ یہاں تین سال رہا۔ اور پرودون (Proudhon) اور جارج سینڈ (George Sand) سے ملاقات ہوئی۔ ان کے خیالات سے بہت متاثر ہوا۔ اور پرودن کا حلقہ بگوش ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی زندگی کا وہ دور آتا ہے، جس میں اس نے کارل مارکس اور اس کے نظریئے کے خلاف جی بھر کر آتش فشانی کی۔ اس کے ساتھ ہی جس ملک میں جاتا، وہاں کی حکومت کے خلاف بغاوت کی آگ مشتعل کر دیتا۔ یورپ کی تمام حکومتیں اس کو خطرے کی نظر سے دیکھنے لگیں۔ اور اپنی تمام قوتوں کو اس کے کچلنے میں وقف کر دیا۔ سنہ ۱۸۵۱ء سے لیکر اپنی موت کے سال یعنی سنہ ۱۸۷۶ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تک وہ حکومتی نظام کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ "خوفِ غمّاز۔ عدالت کا خطرہ۔ دار کا ڈر"۔ یہ تین چیزیں تھیں جنہوں نے اس کی زندگی کو داستانِ الم بنا دیا۔ اور ان سب کے پیچھے رُوس کی حکومت کا ہاتھ تھا۔ وہ یورپ کے ہر ملک میں قانون سے ٹکرایا اور قید ہوُا۔ آخری مرتبہ جب وہ آسٹریا میں قید تھا، تو رُوس کی حکومت نے خواہش کی، کہ یہ آفت خیز قیدی اس کے سپرد کر دیا جائے۔ چنانچہ آسٹریا کی حکومت نے بکونن کو روس کے حوالے کر دیا۔ وہ پیٹر اور پال کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ یہاں کی سختیوں سے اس کی صحت خراب ہو گئی، مگر جسم کی لاغری سے اس کی رُوح میں کوئی ضعف نہ آیا۔ اس کے سوانح نگار لکھتے ہیں، کہ ان تمام مصیبت کی گھڑیوں میں اس کو ایک ہی فکر لاحق رہتا۔ اور وہ یہ کہ کہیں جسمانی صعوبتوں سے مغلوب ہو کر وہ اپنے اصول سے منحرف نہ ہو جائے۔ اور حکومت کے سامنے جُھک نہ جائے۔ دُنیا میں تو اس کے خیال کا کوئی چرچا نہ ہوا، مگر وہ آخر دم تک اپنے خیالات پر ڈٹا رہا۔ روس کی حکومت نے دس سال کی قید کے بعد اس کو سائبیریا میں جلا وطن کر دیا، جہاں سے وہ بھاگ کر انگلستان آگیا۔ اور وہاں سے پھر یورپ آگیا۔ اور اپنے مشغلہ عزیز کو جاری رکھا۔ لیکن باوجود انتہائی جدوجہد کے اس کو کارل مارکس کے مقابلے میں کامیابی نصیب نہ ہوئی، اور مزدوروں کی بین الاقوامی انجمن میں اس کو کوئی وقعت نہ ملی۔ اور آخر کار اس کا جسم اتنا نڈھال ہو گیا، کہ اس کو شورشوں سے الگ ہونا پڑا۔ اور ۱۸۷۶ء تک وہ گوشہ نشین رہا اور بے نیل و مرام اس دُنیا سے رخصت ہو گیا۔

ان مختصر حالات سے عیاں ہے، کہ بکونن کی زندگی مارکس کی زندگی سے کہیں زیادہ طوفانی اور بُحرانی تھی۔ اس کی کشمکش اور اُس کی کشمکش میں بھی بیّن فرق نظر آتا ہے۔ حالات کے اختلاف نے نظریوں میں بھی اختلاف پیدا کر دیا۔ اگرچہ بکونن مفلس خاندان میں پیدا نہ ہوُا تھا۔ لیکن افلاس کے مناظر بھی اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ مگر سیاسی سطوت کی قہرمانیوں نے ہی اس کی قلب ماہیت کر دی، اور وہ ساری عمر سیاسی استبداد کے خلاف زہر اُگلتا رہا۔ اندریں حالات وہ تصنیف کا کام بھی تعمیری انداز میں نہ کر سکا۔ اس کی کتب میں انارکزم کا ایک ہیولے سا نظر آتا ہے مارکس کی طرح وہ کسی منظم فلسفے کا بانی نہیں کہلا سکتا۔ اس کا فکر ہمیشہ ہنگامی سیاست سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹکراتا رہا۔ اقتصادی حالات ہمیشہ نظر انداز رہے۔ اس کی تصانیف کا موضوع نظری ہے۔ اور وہ مابعد الطبیعاتی بحثوں میں الجھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور جب کبھی بھی اس نے حالاتِ حاضرہ کا محاسبہ کرنے کی کوشش کی، تو معاشی حالات سے زیادہ سیاسی حالات سے متاثر ہو جاتا، اور اس بات کو فراموش کر جاتا، کہ سیاست کی ماؤف حالت خود معاشی فساد کا نتیجہ ہے۔ کارل مارکس ہمیشہ چٹان کی طرح اس خیال پر جما رہا، کہ سیاست فی نفسہٖ کچھ نہیں، بلکہ معاشی نظام کا ایک پرتو ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ اسکی ذہنی جستجو کا میدان بکونن کے میدانِ فکر سے بالکل الگ تھلگ تھا۔

بکونن کی تصنیفات و تالیفات میں کوئی خاص ترتیب نظر نہیں آتی۔ اس کی وجہ بھی اس کی زندگی کے حالات ہیں۔ جو شخص ہمیشہ اسیر یا مفرور رہا، اس کو باقاعدہ تصنیف و تحقیق کا موقعہ میسر کیسے آسکتا تھا۔ اس کا شاہکار "خدا اور سٹیٹ" ہے۔ یہ عنوان مصنف کا اپنا وضع کردہ نہیں، بلکہ ان اشخاص کا ہے، جنہوں نے اس کی منتشر تحریرات کو مدوّن کیا۔ اس کتاب میں وہ "خدا" اور "سٹیٹ" کو انسانی ترقی کے راستے میں دو موانع کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ مثلاً وہ رقمطراز ہے:۔

"سٹیٹ سوسائٹی نہیں ہے۔ یہ فقط اس کی تاریخی شکل ہے۔ یہ ایسی ہی وحشیانہ ہے جیسے یہ خیالی ہے۔ یہ تمام ممالک میں قتل و غارت، تشدد، جبر یا بالفاظ دیگر جنگ، اور فتح کے ملاپ سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اس کے بعد اقوام کی قوتِ واہمہ نے خداؤں کے وجود کو تراش لیا۔ یہ ابتدائے آفرینش سے اب تک سبعیانہ قوت اور فاتحانہ عدم مساوات کے لئے آسمانی وجہ جواز ہے۔ سٹیٹ اختیار کا نام ہے۔ یہ جبر و قہر کا پیکر ہے۔ یہ قوت کا مظاہرہ ہے۔ اس کا تسلّط خفی نہیں ہوتا۔ یہ اپنے حریف کے خیالات کو تلقین سے نہیں بدلتی۔ یہ نیکی کے نفاذ کے لئے بھی جبری حکم صادر کرتی ہے۔ اور اس جبر و قہر کے لزوم سے اس نیکی کے حُلیے کو بگاڑ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ اس کا ہر فرمانِ خسروانہ جذباتِ حُریّت کو مشتعل کرتا ہے۔ اور اس کے ردِّ عمل میں باغی تحریکیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ہر نیکی جو نوکِ سنان نافذ کی جائے۔ بدی میں منتقل ہو جاتی ہے، اور یہی انسانی اخلاقیات کے اصول ہم کو بتلاتے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے بھی ایسا ہو جاتا ہے، کہ جبر چاہے کسی رنگ میں ہو، احترام آدمیت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منافی ہے۔ حُریت، اخلاق اور انسانی وقار کا صحیح مفہوم یہ ہے، کہ انسان نیکی کرتا ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ تعزیر کا تازیانہ اس کے کاسۂ سر پر لہرا رہا ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ نیکی کرنے والے کی مرضی ہے اور اس کو نیکی سے جبلّی الفت ہے۔"

اس اقتباس سے اس کا فلسفہ اور اس کا اندازِ فکر ظاہر ہے۔ اس کے ہر لفظ سے سٹیٹ کی نفرت ٹپکتی ہے۔ اور اس نفرت پر اخلاق اور فلسفے کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ لیکن صالح اور صحت مند سوسائٹی کی تشکیل کیونکر ہو گی؟ اس کا سُراغ ہمیں اس کی تصنیفات میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ اگر انارکسٹ نظام کے علمی اور عملی پہلوؤں سے واقفیت حاصل کرنی ہو تو اس کے شاگردوں کی تحریرات کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ خصُوصًا کروپٹکن (Kropotkin) کی تصنیفات میں انارکزم کی کافی تفسیر موجود ہے۔

انارکزم کی تشریح:- کروپٹکن اپنے خیالات کی خاطر اپنے لیڈر کی طرح کافی عرصہ اسیر زنداں رہا۔ اور قانون کے ہاتھوں بہت صدمے اٹھائے۔ اس کی مشہور کتابیں "Fields, Factories and workshops" اور "The conquest of Bread" ہیں۔ ان میں اس نے اپنے معاشی نظریئے کی تصریح کی ہے، وہ لکھتا ہے، کہ اگر پیدائش دولت کو علمی اصولوں پر چلایا جائے۔ اور کام کو دشوار نہ بنایا جائے، تو تھوڑے سے کام سے بھی تمام آبادی کے لئے کافی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اس میں مبالغہ آمیزی ہے۔ تاہم اس میں حقیقت کی بھی نمایاں جھلک موجود ہے۔ اگر تہذیب و حضارت کی ترقی اصولِ مساوات کے منافی نہیں، تو ضروری ہے، کہ دولت آفرینی کا عمل زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہونا چاہیئے۔ اور مزدوروں کو فراغت اور فرصت ضرور میسّر ہونی چاہیئے۔ اگر سوسائٹی کے افراد کا سارا وقت کسبِ معاش میں صرف ہو جاتا ہے، تو علوم اور فنونِ لطیفہ کی ترقی یک قلم رُک جائے گی۔ کیونکہ یہ وہ پودے ہیں، جو فراغت کی زمین میں بوئے جاتے ہیں، اور وہیں نشوونما پاکر بار آور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کی فضا میں کوئی ہلچل پیدا نہیں ہوتی۔ جب مزدور اپنے کام سے مطمئن ہونگے، تو اُن کو کسی امن سوز کارروائی کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کروپٹکن کے اصول کے مطابق کارخانوں کے طریقۂ کار میں کافی اصلاح ہونی ضروری بلکہ لابدی ہے، وہ اس بات کے حق میں ہے، کہ "اُجرتی نظام" بالکل اڑا دیا جائے۔ کیونکہ معاوضے کا تخیل خود اپنے اندر جبر کا پہلو لئے ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں، کہ جب تک کام نہ کروگے، کچھ نہیں ملیگا۔ گویا مزدور کام پر مجبور اور مکلّف ہوتے ہیں۔ حالانکہ انارکزم کا اصول اس بات کا متقضی ہے، کہ کام اور معاوضہ دو الگ الگ ادارے ہونے چاہئیں۔ ان کو لازم ملزوم قرار دینا سرمایہ داری کا دوسرا نام ہے۔ مزدور کام اس واسطے کرے، کہ یہ اس کا طبعی میلان ہے۔ اور کام کے بغیر وہ بے آرامی محسوس کرتا ہے انارکسٹ کہتے ہیں، کہ کام انسان سے اضطراری طور پر صادر ہوتا ہے، اور انسان کو بیکار بٹھا دینا اُس کی انسانیت کو کچلنے کے مترادف ہے۔ اگر انسانی اخلاق کی خاطر خواہ تربیت کی جائے، تو مزدور کبھی بھی کام سے جی نہیں چرائیگا۔ بلکہ کام کرنے میں حظ و لطف محسوس کریگا۔ اسی طرح معاوضے کا سوال بالکل نہ ہونا چاہیئے۔ جو کچھ مزدور کو ملتا ہے، وہ کام کے بدلے میں نہ ملنا چاہیئے۔ بلکہ اس واسطے ملنا چاہیئے، کہ ضروریاتِ زندگی کا ملنا اس کی حیات کے قیام و بقا کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ صورت حالات پیدا ہو جائے، تو نہ پولیس کی ضرورت رہتی ہے، نہ قانونِ فوجداری کی۔ نہ عدالت کا خطرہ ہوتا ہے، نہ ڈاکہ کا ڈر۔ اور دولت آفرینی کا عمل حسن و خوبی کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک مثالی تصوّر ہے اور یہ کبھی شرمندۂ عمل نہیں ہوا۔ اس پہلو کو میں (Syndicalism) (سنڈیکیت) کی بحث میں واضح کرونگا۔ اس جگہ اتنا کہہ دینا کافی ہے، کہ دُنیا میں خال خال ایسے انسان ہونگے، جن کو کام اور محنت سے اُلفت و شغف ہو، اور اس کے بغیر ان کی زندگی ناقابلِ برداشت ہو جائے۔ اربابِ نشاط کی زندگیاں اس کا کافی ثبوت ہیں۔

اس کے علاوہ انارکزم کے اصول پر اور کئی اعتراض وارد ہوتے ہیں، مثلاً یہ اصول نفسیات کو فراموش کرتی ہے۔ انسانی جبلتوں کے استقصاء سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ انسان میں نیکی کے ساتھ بدی کا میلان بھی موجود ہے۔ اس زمانے میں ڈاکٹر فرائیڈ نے یہ بھی ثابت کیا ہے، کہ انسان کو قدرت نے جارحانہ جبلت (aggressive instinct) بھی ودیعت کی ہے۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے اپنی کتاب Civilisation and its Discontent میں اس بات پر زور دیا ہے، کہ اس جبلّت کو بالکل دبا دینا بھی انسانی مسرّت کی نفی ہے۔ اب اگر انارکزم کے اصول کے مطابق تمام حکومتوں اور ان کے قوانین کو منسوخ کر دیا جائے، تو دُنیا میں طوفان بے تمیزی برپا ہو جائے اور تمدن و تہذیب کے گہوارے بدامنی اور فساد کے مرکز بن جائیں۔ جب تک انسان میں سفلی جذبات موجود ہیں، جب تک اس کے دست و بازو میں بدی کے ارتکاب کی سکت ہے، قانون کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ یہ قانون کا خوف ہی ہے، جو قاتل کے ہاتھ کو روکتا ہے۔ یہ قانون کے نفاذ کی بدولت ہی ہے، کہ تختہ دار پر قاتل کا منظر اس کے ہم مشربوں کے لئے اخلاقی وعظ کا اثر رکھتا ہے۔ یہ قید و بند کی صعوبتیں ہی ہیں، جو زندانیوں کو نیک چلنی کا سبق دیتی ہیں۔ پھر قانون کا تازیانہ ہی ہے۔ جو شریفوں اور نجیبوں کو بدقماشوں کی دست درازیوں سے محفوظ رکھتا ہے:۔

خالص شہد، کستوری، زعفران اور سلاجیت منگانے کا پتہ:۔
چوہدری عبدالحلیم معرفت حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"سرمہ چشم آریہ" پر تبصرہ

[سرمہ چشم آریہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زمانہ کی کتاب ہے۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں ریویو کیا تھا۔ اس ریویو کا ہماری جماعت کے احباب کو بہت کم علم ہے۔ حالانکہ اس میں بھی مولوی صاحب نے حضرت اقدسؑ کی اسلامی خدمات کی اسی طرح تعریف کی ہے، جس طرح براہین احمدیہ پر ریویو میں کی تھی۔ ملک فضل حسین صاحب نے اشاعت السنہ کے پرانے فائلوں سے یہ ریویو تلاش کر کے عنایت فرمایا ہے۔ ذیل میں اسے افادۂ ناظرین کیلئے درج کیا جاتا ہے:۔ ایڈیٹر]

"یہ کتاب لاجواب مؤلف براہین احمدیہ میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے۔ جو بغرض تحریر ریویو مصنّف عالی ہمّت نے ہمارے پاس بھجوائی ہے۔ اس میں جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہُوا ہے۔ جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام ہوشیار پور ہُوا تھا۔ اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اس کی تعلیمات وعقائد (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔

ہم بجائے تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب بہ نقل اصل عبارت ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ مطالب بحکم "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" خود شہادت دینگے، کہ وہ کتاب کیسی ہے۔ اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہنے دینگے۔

مصنفِ باخبر نے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ میں بصفحہ ۱۳ کتاب فرمایا (اسکے بعد قریبًا بارہ ۱۲ صفحات میں سرمہ چشم آریہ کے اقتباس دیئے ہیں اور آخر میں لکھا ہے) صفحہ ۹۱ سے ۲۰۰ تک آریہ کے اصول اعتقادات اور وید کی تعلیمات کے صحیح نہ ہونے پر بحث کی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے۔ جو صاحب ان مباحث سے حظ اٹھانا چاہتے ہیں وہ اصل کتاب بقیمت عہ۱۲ جناب مصنف سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو قادیان ضلع گورداسپور میں مقیم ہیں۔ طلب فرما کر ملاحظہ فرماویں۔

اور حمیت وحمایت اسلام تو اس میں ہے کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس دس بیس بیس نسخہ خرید کر ہندو مسلمانوں میں تقسیم کرے۔ اس میں ایک فائدہ تو یہ ہے، کہ اصول اسلام کی خوبی اور اصول مذہب آریہ کی برائی زیادہ شیوع پائے گی۔ اور اس سے آریہ سماج کی ان مخالفانہ کارروائیوں کو جو اسلام کے مقابلہ میں وہ کرتے ہیں۔ روک ہوگی۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت سے دوسری تصانیف مرزا صاحب (سراج منیر وغیرہ) کے جلد چھپنے اور شائع ہونے کی ایک صورت پیدا ہوگی۔

ہم نے سُنا ہے، کہ اس وقت تک سراج منیر کا طبع ہونا عدم موجودگی زر کے سبب معرض التواء میں ہے۔ اور اسکے مصارف طبع کیلئے آمدنیت سرمہ چشم آریہ کا انتظار ہے یہ بات صحیح ہے تو مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے، کہ ایک شخص اسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہلِ مذہب سے مقابلہ کیلئے دفتر اور فدا ہو رہا ہے۔ پھر اہلِ اسلام کا اس کام کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔ شاید ان خام خیالوں کو یہ خیال ہوگا، کہ مرزا صاحب اپنے دس ہزار روپیہ کی جائیداد۔ جس کو انہوں نے مخالفین اسلام کو مقابلہ پر انعام دینے کے لئے رکھا ہوا ہے، فروخت کر کے صرف کرلیں تو پیچھے کہ وہ ان کو مالی مدد دینگے ان کا واقعی یہی خیال ہے تو ان کا حال اور بھی افسوس کے لائق ہے۔ اس افسوس پر بھی ان کا یہی حال رہا۔ اور انہوں نے بہت جلد "سرمہ چشم آریہ" کو ہاتھوں ہاتھ اُٹھا کر مصارف طبع سراج منیر کے لئے روپیہ مہیا نہ کر دیا، تو ہم کو ان کے حال پر آنسو بہانا پڑے گا۔ اے خدا تعالےٰ تو ایسا نہ کر۔ مسلمانوں کو دل، ہمت و سماحت ہمدردی عطا فرما۔ آمین ثم آمین"

(اشاعت السنۃ جلد ۹ نمبر ۵-۶ ص۱۴۵ تا ص۱۵۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کا خطبہ نمبر

الفضل کا ہفتہ وار ایڈیشن جس کے ذریعہ جلدی جلد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ احباب تک پہونچایا جاتا ہے۔ حسب ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔ (۱) حجم آٹھ صفحہ کی بجائے بارہ صفحہ ہے (۲) جماعت احمدیہ کے متعلق ہفتہ بھر کی اہم خبریں اور ضروری حالات یکجائی طور پر درج کئے جاتے ہیں (۳) ہفتہ بھر کی ضروری جنگی خبروں کا مرقع پیش کیا جاتا ہے (۴) جس ہفتہ خطبہ نمبر شائع نہ ہو اس ہفتہ اہم مضامین پر مشتمل پرچہ شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود قیمت صرف اڑھائی روپیہ سالانہ ہوگی۔ جو احباب روزانہ الفضل خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ انہیں الفضل کے خطبہ نمبر کی خریداری سے ہرگز محروم نہیں رہنا چاہیئے:۔ (مینیجر "الفضل" قادیان)

روزنامہ "الفضل" کی خصوصیات

روزنامہ "الفضل" جماعت احمدیہ کا واحد روزانہ آرگن ہے۔ اس کا خریدنا ہر صاحب استطاعت احمدی کیلئے ضروری ہے کیونکہ

۱۔ اسکے ذریعہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اور تمام خاندان حضرت مسیح موعودؑ کی خیر و عافیت کی خبریں اور حالات احباب تک پہنچتے ہیں (۲) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا خطبہ جمعہ اور دوسری تقاریر سب سے پہلے جماعت تک پہنچاتا ہے (۳) بزرگان سلسلہ علماء و مبلغین کے متعلق حالات۔ اہم مرکزی واقعات اور سلسلہ کے اہم کاموں اور ضرورتوں سے احمدی دنیا کو آگاہ کرتا ہے۔ (۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مجاہدین کی تبلیغی مساعی کے متعلق رپورٹیں پیش کر کے بیداری اور قوت عمل پیدا کرتا ہے۔ (۵) بزرگان و علماء جماعت کے مذہبی، علمی، اخلاقی اور تربیتی مضامین۔ تجارتی و صنعتی معلومات سلسلہ کے خلاف مخالفین کی غلط بیانیوں کی تردید۔ اسلام اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات شائع کرتا ہے۔ (۶) احمدی دستوں کیلئے روحانی غذا کا کام دیتا ہے۔ نیز ان کے لئے تبلیغ کا مؤثر ذریعہ ہے۔ (۷) جنگ کی اہم اور ضروری خبریں خلاصۃً دوسرے اخبارات کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ الفضل کا سالانہ چندہ کاغذ کی گرانی کے باوجود پندرہ روپیہ ہے۔ پس احباب کا فرض ہے کہ اس کے خریدار بنیں۔ اور ان روحانی فوائد سے متمتع ہوں، جو اس کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں:۔ خط و کتابت بنام:۔ مینیجر "الفضل" قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشکوٰۃ شریف کا انگریزی ترجمہ

حدیث کی درسی کتابوں میں مشکوٰۃ شریف سب سے زیادہ مفید اور مشہور کتاب ہے اس میں صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور مؤطا کے علاوہ دیگر کتب احادیث کی وہ تمام روایات جو ایک مسلمان کی علمی اور عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں، مختلف ابواب کے ذیل میں نہایت عمدہ ترتیب کے ساتھ جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ کتاب گویا احادیث کی کتابوں کا نہایت مفید اور جامع اختصار ہے۔ یہی وجہ ہے، کہ اسے درسی حیثیت سے بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اس وقت تک اردو میں اس کے کئی تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ اس کی قبولیت عامہ کی دلیل ہے۔ اب بنگال کے مولانا الحاج فضل کریم صاحب۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل (بنگال سول سروس) نے اس کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس ترجمہ کی چار جزئیں ہیں عربی متن کے بالمقابل ترجمہ دیا گیا ہے۔ اور متن پر اعراب بھی دیئے گئے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کتاب کی افادیت میں بہت اضافہ ہوگیا ہے۔ جلد نہایت خوبصورت ہے۔ طباعت اور کاغذ کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ قیمت چار جلدوں کی پچیس روپے ہے۔ انگریزی دان طبقہ کو مسائل دین سے آگاہ ہونے کے لئے یہ کتاب کافی ہے جو انہیں کسی مفتی سے فتوے لینے کی ضرورت سے مستغنی کر دے گی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال مبارکہ کے عشاق کو یہ کتاب ضرور خریدنی چاہیئے۔ مترجم کی حوصلہ افزائی کے خیال سے بھی اس کتاب کی خریداری اہل دل مسلمانوں کا فرض ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ احمدیہ قادیان

مشکوٰۃ شریف کے اردو ترجمہ کی قیمت دس روپے ہے۔ یہ بھی مکتبہ احمدیہ قادیان سے مل سکتا ہے۔ اور بھی جس کتاب کی ضرورت ہو۔ ہم سے منگائیں؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکتبہ احمدیہ کی علمی کتابیں

اسوۂ حسنہ:۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ اخلاقی۔ علمی اور عملی اسباق کا بے نظیر مجموعہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خد و خال سے واقف ہوسکینگے، اور آپ کو یہ بھی معلوم ہوجائیگا، کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کی لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ضخامت دو سو صفحہ۔ کاغذ، کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶/ تین نسخوں کی قیمت ایک روپیہ۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کے بچوں کا قتل:۔ یہ کتاب گیانی واحد حسین صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سکھوں کے اس الزام کی تردید کی گئی ہے جو وہ سرہند کے مسلمان صوبہ دار پر لگاتے ہیں کہ گورو صاحب کے بچوں کو اس نے اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ سے زندہ دیوار میں چُنا دیا تھا۔ اور اس ضمن میں وہ حضرت عالمگیر اورنگ زیب پر بھی یہ تہمت دھرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کی پالیسی کے ماتحت ہُوا تھا۔ گیانی صاحب نے اس کتاب میں خود سکھوں ہی کی معتبر کتب سے اس الزام کی نہایت احسن پیرایہ میں تردید کی ہے۔ ملک کے مشہور ادیب مولانا عبد المجید سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب نے اس کا دیباچہ لکھا ہے۔ مختلف اخبارات کے ایڈیٹروں نے اس پر شاندار ریویو کئے ہیں۔ کتاب سکھوں میں بکثرت شائع کرنے کے قابل ہے کیونکہ سکھوں اور مسلمانوں میں اختلاف اور دشمنی کی جو خلیج ایسے الزامات کی وجہ سے حائل ہوگئی ہے، اُسے پاٹنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲/ ایک روپیہ میں دس نسخے۔

ویدوں میں احمدؐ اور قادیان:۔ یہ ایک نہایت عالمانہ مناظرہ ہے، جو فاضل سنسکرت و عربی مولٰینا عبداللہ ناصر الدین صاحب اور آریہ پنڈت ترلوک چند صاحب کے درمیان ہُوا۔ موضوع مناظرہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ قیمت فی نسخہ ۱۰/ زیادہ تعداد میں خریدنے والے کو ۸/ فی نسخہ کے حساب سے دی جائیگی۔

مینجر مکتبہ احمدیہ۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نور الدین رضؓ

بیادگار

حکیم الامت حضرت طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضؓ

زیر نگرانی

ابناء حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کی قلم سے

میری مدت سے یہ خواہش رہی کہ حضرت استاذی المعظم خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ تک مہاراجگان کے شاہی طبیب رہے۔ اور جن کے دستِ شفا کی شہرت دور دور تک تھی۔ ان کے طبی تجربات سے دنیا کو بہرہ ور کرتے رہنے کے واسطے ان کے صاحبزادوں میں سے کم از کم ایک پیشۂ طبابت اختیار کرتا۔ صاحبزادہ مولوی فاضل عبد المنان صاحب جب علی گڑھ جانے لگے تو ان سے میں نے یہی خواہش ظاہر کی، کہ وہ علی گڑھ میں طبیہ کالج میں پڑھیں مگر ان کی بعض مصالح انہیں لٹریچر کی طرف لے گئیں۔ اب خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ صاحبزادگانِ حضرت مرحوم نے

اپنی یونیورسٹی کی درسگاہوں سے فراغت حاصل کر کے طب کی طرف توجہ کی ہے۔ اور بالخصوص صاحبزادہ مولوی عبدالوہاب صاحب باقاعدہ مطب کرتے ہیں۔ اور مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور مجھے کئی ایک احمدی برادران نے بتلایا ہے، کہ ہمیں صاحبزادہ صاحب موصوف کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے شفا عطا کی ہے۔ مجھے مطب کو دیکھنے کا موقعہ ہوا ہے۔ اور بعض ادویہ کو خود بھی استعمال کیا ہے۔ تمام امراض کے نسخے تو حضرت مولانا صاحب کے لکھے ہوئے ان کے پاس محفوظ ہیں۔ مگر ان نسخوں کے مطابق محنت سے عمدہ اور اچھی حالت میں ادویہ کا مہیا کرنا ایک بہت مشکل کام ہے جس کو صاحبزادگان بہت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ پھر ان ادویہ کو مرکب کرنے، اور خوشنما گولیوں اور معجونوں کی شکل میں طیار کرنے، اور خوشنما بوتلوں میں پیک کرنے، اور خوشخط لیبل لگانے کے معاملہ میں ایسی دقیقہ رسی سے کام لیا ہے، کہ ولایت سے آئی ہوئی شیشیوں سے بھی خوشنما اور دیدہ زیب پیکنگ دیکھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ کریم صاحبزادگان کے اس کام میں برکت دے۔ اور ان کی توجہ سے جسمانی اور روحانی بیماریوں کو شفا ہو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں کے سرانجام دینے کی بہت بہت توفیق رفیق رہے۔

(مفتی) محمد صادق عفی عنہ

دواخانہ نور الدین رضؓ کے خاص الخاص مجربات کی مختصر فہرست آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

المشتہرین

ابنائے حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمی خون کا بہترین علاج :۔ خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور روح پہونچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصہ کی غذا کیلئے مناسب مواد مہیا کرتا ہے اور پستان میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو دودھ بننے کے لائق ہیں۔ یہ خصیوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے، جو مادۂ حیات کے لائق ہیں۔

جسم میں دورۂ خون سے حرارتِ بدن برقرار اور قائم رہتی ہے۔ بلکہ زندگی کا مدار ہی اسی پر ہے اور صندلین میں وہ تمام اجزاء بکثرت موجود ہیں جن پر خون کے پیدا ہونے کا انحصار ہے۔

کمی خون خواہ کثرتِ حیض اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین چہرہ کے رنگ کو نکھارنے اور خون کو صاف کرنے کیلئے بھی اکسیر ہے۔ اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کیجاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ پچاس قرص ایک روپیہ۔

اکسیر معدہ

یہ بے ضرر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ، کھٹے ڈکار، سینے کی جلن، پیٹ کی درد، باؤ گولہ، جی کا متلانا، سستی، کمزوری، بھوک کم لگنا، خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب اس دوا کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے، اور ہاضمہ کی قوت تیز ہو کر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے۔

قیمت یکصد قرص۔ ایک روپیہ بارہ آنہ (۱؍۱۲)

〃 پچاس قرص ایک روپیہ (۱؍)

امراضِ خاص

خاص امراض کی تشریح و تفصیل مشکل ہے۔ ان امراض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ بہت سے مریض ان کو لاعلاج سمجھکر مایوس ہو جاتے ہیں جو احباب ان میں سے کسی مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں گرفتار ہوں تو وہ اپنے مفصّل حالات ہمیں لکھیں حضرت حکیم الامت کی خاص قلمی بیاض کے مطابق ادویہ تیار کرکے مناسب قیمت پر انکی خدمت میں بھیجی جائیں گی۔

غیر معتبر اشتہاری ادویہ خرید کر اپنی صحت اور روپیہ کو برباد نہ کریں۔ بلکہ آج ہی سے دواخانہ نورالدّین رضؓ کی تیار کردہ بہترین ادویہ کا استعمال شروع کر دیں۔

سیلان الرحم

سیلان الرحم کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں، اور آخر اپنی قیمتی صحت حقیقی حسن اور نکھار کو برباد کر لیتی ہیں۔ یہی نہیں، بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بیگناہ اولاد کو اٹھانا پڑتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ مرد اپنی دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اگر ان کے گھر والوں یا جوان لڑکیوں کی صحت سیلان الرحم، لیوں یا لیکوریا کی وجہ سے برباد ہو رہی ہو، تو فوراً حضرت حکیم الامت سیدنا نورالدّین رضؓ کی خاص مجرب دوا

اکسیرِ سیلان

پھر اسی چشمۂ فیض دواخانہ نورالدّین رضؓ قادیان سے منگوا کر استعمال کرائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی۔ سفید رطوبت کے اخراج کو بند کرتی، اور سیلان الرحم کی تکلیف سے نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

قیمت تین روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نورمنجن

اگر آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے، مسوڑھے پھُولتے یا درد کرتے ہیں، منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت میلے رہتے ہیں، دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے، پانی پینے سے ٹیس سی لگتی ہے، تو آپکو نورمنجن کا استعمال فوراً شروع کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ بے مثال منجن دانتوں کی آب قائم رکھتے ہوئے انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما ہی نہیں بناتا بلکہ مُنہ کی بدبو دُور کرکے ان خطرناک جراثیم کو بھی ہلاک کرتا ہے جو دانتوں کی بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں۔ پھر اس کا خاص جزو پائیریا سے بھی بچاتا ہے اور مسوڑھوں کے نازک پٹھوں کو طاقت دیکر انہیں اس قابل بناتا ہے کہ خون سے غذائیت حاصل کر سکیں۔ نورمنجن کا ذائقہ خوشگوار ہے اور حجم کو بڑھانے کیلئے اس میں چاک وغیرہ قسم کی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس کا روزانہ استعمال دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت ۲ اونس کی شیشی پانچ آنہ۔ ایک درجن تین روپیہ دو آنہ۔

ایک اونس کی شیشی تین آنہ۔ ایک درجن ۲ روپیہ۔

تریاقِ اٹھرا:۔ دنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ:۔ مرض اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے اور بچّہ کو سنبھال نہیں سکتا عموماً تیسرے یا چوتھے مہینے حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا اور اکثر ذیل کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست۔ قے۔ پیچش، سوکھا، بدن پر چھالے۔ پھوڑے پھنسیاں۔ سُرخ دھبے وغیرہ تریاق اٹھرا اس مرض کی نہایت مجرب اور بے خطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہوں تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیّدنا نورالدّین رضؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا

دَواخانہ نُورالدّین رضؓ سے طلب کریں!

اس کے استعمال سے بچّہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔

قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ۔ چھ ماشہ منگوانیکی صورت میں قیمت

فی تولہ۔ ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمہ مبارک

شہنشاہِ طب کی بیاضِ خاص کا تحفہ :- یہ سرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ککروں کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم آ گیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو، آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو توان حالتوں میں

سُرمہ مبارک

کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سُرمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے اپنے نادر قیمتی اور نہ گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ (عہ) تین ماشہ بارہ آنے۔

عنبرین

اپنے جسم کو مضبوط بنایئے! عنبرین کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب، جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دِل، دماغ، معدہ، جگر، اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے۔ اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے، جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی اور کمزوری دُور ہو جاتی ہے، قوتِ مردمی بڑھتی ہے۔ آپ نوجوان بنکر زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کیلئے بھی اس دیر پا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔

مُشک، عنبر، زعفران، اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزاء ہیں۔

قیمت پانچ تولہ۔ ساڑھے چار روپیہ (للعہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رفیقِ نسواںؔ

رفیقِ نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے حضرت حکیم الامت کی نہایت کامیاب دوا ہے۔اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دُور ہوجاتی ہیں۔اگر حیض کی بیقاعدگی، بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے، ناف کے نیچے اُبھار ہے، دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے، کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے، جی متلاتا ہے، یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔کسی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو

رفیقِ نسواںؔ

کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ ان تکالیف کو دور کرکے آپ میں قوت و توانائی اور از سرِ نو صحت تازہ پیدا کر دے گی۔

قیمت:۔پچاس قرص دو روپے۔یکصد قرص تین روپیہ بارہ آنے۔

مرہم نور

ہر قسم کے زخموں اور پھوڑوں کا بہترین علاج

یہ عجیب وغریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل، پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادّوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے۔بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اسکے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں اسکا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے اس مرہم کو استعمال کرنیکے بعد یقیناً آپ کسی دُوسری مرہم کو تلاش نہیں کرینگے۔

ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں رہنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت بڑی ڈبیہ۔ . . . ایک روپیہ بارہ آنے

" چھوٹی ڈبیہ۔ . . . ایک روپیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ جواہر

طاقت کی بے نظیر دوا :۔ یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی، دماغ کو تقویت پہونچاتی، دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دُور کر کے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے اس کا اثر مستقل اور دیر پا ہے۔ مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں۔

قیمت یکصد قرص چار روپیہ چودہ آنے (للعہ)

معجونِ ملیّن

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے جس کی وجہ سے خراب، زہریلے اور متعفّن مادے جسم میں جذب ہو کر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ معجونِ ملیّن کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بیچینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہو جاتی ہے۔

معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، اور پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے کے لئے بھی "معجون ملین" کا استعمال مفید ہے۔

قیمت :۔ پانچ تولہ بارہ آنے۔

ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں!

دواخانہ نورالدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

صرف پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں، پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں، مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں، اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل

سرمہ چشم آریہ۔ ازالہ اوہام مکمل۔

آئینہ کمالات اسلام۔

شہادت القرآن۔ نور القرآن۔

انجام آتھم۔

ایام الصلح۔

مسیح ہندوستان میں۔

تریاق القلوب

تحفہ گولڑویہ

اربعین ہر چہار حصّہ

نسیم دعوت

تذکرۃ الشہادتین

نزول المسیحؑ

لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں:۔

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

(یعنی)

جماعت احمدیہ کے مفسرِ قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اردو) میں چھپتی رہی ہے، اور جس میں حضرت خلیفہ اوّل رض کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسبِ استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اُسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اسکی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو اُردو ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرا لیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔ مجلد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے۔

مانے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو اُردو) قادیان

(... [illegible] ... قادیان ... پرنٹر و پبلشر ... [illegible] ... شائع کیا)